منہاج العابدین

سوالا و جوابا

تاریخ:::11/01/2024

محمد صائم عطاری

مرکزی جامعۃ المدینۃ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو منہاج العابدین ششماہی اول کا 80 فیصد سے زیادہ اور ششماہی ثانی کا مکمل نصاب سوالا جوابا مل جائے گا۔۔۔۔۔۔

اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔۔

(1) شرح وقایہ ((ششماہی ثانی)) (2) حسامی ((باب القیاس)) (3) تیسیر مصطلح الحدیث (4) القصائد المنتخبہ (5) فقہ السیرہ (6) منہاج العابدین مکمل (7) تفسیر بیضاوی ((ششماہی اول ششماہی ثانی)) (8) ہدایہ ((ششماہی اول، ششماہی ثانی)) (9) النور المبین (10) مناظرہ رشیدیہ (11) اجابۃ الغوث (12) اصول الدعوۃ والارشاد (13) الفقہ الاکبر (14) العربیہ للطالبین ((المستوی الرابع))

03238599095

🌹 🖋️ محمد صائم عطاری

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

سوال::: کتاب "منہاج العابدین" کی پہلی گھاٹی ((یعنی پہلا باب)) کس بارے میں ہے ؟؟؟

جواب::: اس کی پہلی گھاٹی علم کے بارے میں ہے۔۔۔

سوال::: اخلاص اور عبادت کے طلبگار پہ سب سے پہلے کون سی چیز کا حصول لازم ہے ؟؟؟ اور کیوں لازم ہے ؟؟؟

جواب::: اخلاص اور عبادت کے طلبگار پہ علم حاصل کرنا ضروری ہے،، کیونکہ تمام چیزوں کا دارو مدار علم پہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: علم اور عبادت کو مصنف نے جوہر کیوں قرار دیا ہے ؟؟؟

جواب::: کیونکہ جو کچھ سنا اور دیکھا جا سکتا ہے مثلا مصنفین کا کتابیں لکھنا، معلمین کا پڑھانا، واعظین کا وعظ اور مناظرہ کرنے والوں کا مناظرہ کرنا یہ سب علم اور عبادت کی وجہ سے ہے،، بلکہ علم اور عبادت کی وجہ سے کتابیں نازل کی گئیں، رسولوں کو مبعوث کیا گیا،، حتی کہ زمین وآسمان اور ان میں جو جو مخلوقات ہیں ان سب کو علم اور عبادت کی بدولت پیدا کیا گیا۔۔۔

سوال::: اللہ پاک نے قرآن پاک میں کس طرح علم وعبادت کی اہمیت کو بیان کیا ہے ؟؟؟

جواب::: علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ کنزالعرفان:::اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں۔ حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر شے پر خوب قادر ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہ آیت علم کی فضیلت اور خاص طور پر علم توحید کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔۔۔۔

عبادت کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان :::اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔۔۔

عبادت کی اہمیت بیان کرنے کے لیے اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کرنے کے لیے اللہ پاک کا یہ فرمان کافی ہے۔۔۔

علم اور عبادت کی وجہ سے ہی دونوں جہانوں کو پیدا کیا گیا۔۔۔

سوال::: مصنف کے نزدیک بندے کو کس کام میں مشغول رہنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: بندے کو محض علم وعبادت میں مشغول رہنا چاہیے،، وہ ان دونوں میں خود کو تھکائے،، ان کے علاوہ اور کسی بھی طرف نظر نہ کرے،، کیونکہ علم وعبادت کے علاوہ دیگر تمام امور باطل اور لغو ہیں ان میں کسی قسم کی کوئی خیر نہیں اور نہ ہی ان سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: علم اور عبادت میں سے کون سی چیز افضل ہے ؟؟؟ احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔۔۔

جواب::: علم "عبادت" سے افضل ہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

عالم کی عابد پہ فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت میری امت کے کسی ادنی مرد پہ ہے۔۔۔۔۔

ایک اور جگہ پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان کچھ یوں ہے:::

عالم کو ایک نظر دیکھنا میرے نزدیک ایک سال کے روزوں اور قیام سے زیادہ پسندیدہ ہے۔۔۔۔

ایک اور موقع پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے((صحابہ سے)) فرمایا:::

کیا میں تمھیں بلند رتبہ جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟؟؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول کیوں نہیں؟؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

وہ میری امت کے علماء ہیں۔۔۔۔

سوال::: کیا علم کے ساتھ ساتھ عبادت((یعنی عمل کرنا)) بھی ضروری ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں ! علم کے ساتھ ساتھ عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بغیر عمل کے علم کی حیثیت روشن دان کی دھوپ میں نظر آنے والے باریک ذرات جیسی ہو جائے گی،، علم درخت کی طرح ہے جبکہ عبادت اس درخت کا پھل ہے۔۔۔درخت کے لیے شرف یہ ہے کہ وہ اصل ہے لیکن اس کا اصل نفع""" پھل""" ہیں،، اسی طرح بغیر عمل کے علم کسی کام کا نہیں۔۔۔۔

لہذا علم و عبادت دونوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے،، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:::

اس علم کو ایسے طلب کرو کہ یہ عبادت کو نقصان نہ دے،، اور اس عبادت کو یوں بجالاؤ کہ یہ علم کو نقصان نہ دے۔۔۔۔۔

سوال::: علم اور عبادت میں سے اصل اور مقدم کیا چیز ہے؟؟؟

جواب::: علم عبادت سے مقدم ہے کیونکہ یہ اصل ہے،، جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:::

علم""" عمل""" کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔۔۔۔

سوال::: علم کو عبادت پہ مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: علم کو عبادت پہ مقدم کرنے کی وجہ عبادت کا حصول اور اس کا سلامت رہنا ہے کیونکہ سب سے پہلے انسان پہ یہ لازم ہے کہ وہ معبود کو جانے اور پھر اس کی عبادت کرے،، اگر عبادت کرنے والا معبود کی ذات و صفات کو نہیں جانتا، اس بات کو نہیں جانتا کہ معبود کے لیے کیا چیز ضروری ہے اور کون سی چیز اس کی شان کے خلاف ہے تو وہ اس کی عبادت کیسے کر سکتا ہے؟؟؟ اگر معبود کے بارے میں علم نہیں ہو گا تو عبادت کرنے والا معبود کے ذات و صفات کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھے گا جو حق کے مخالف ہو گا تو نتیجتاً اس کی عبادت ضائع ہو جایے گی۔۔۔۔

اس کے بعد شریعت نے جو چیزیں واجب کی ہیں اور جن سے منع کیا ہے ان کے بارے میں جاننا ضروری ہے،، اگر ان کے بارے میں علم نہیں ہو گا تو عبادت کرنا کیسے ممکن ہو گا جس کے بارے میں پتا ہی نہیں ؟؟؟ اور اس گناہ سے کوئی شخص کیسے بچ سکے گا جس کا گناہ ہونا اسے معلوم ہی نہیں ؟؟؟

عبادات شرعیہ مثلاً: نماز، روزہ اور پاکی وغیرہ کا علم حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے تاکہ ان عبادات کو قائم کیا جاسکے،، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کئی سال تک نماز اور روزہ وغیرہ ادا کر رہا ہوتا ہے لیکن لاعلمی کی وجہ سے ساتھ کوئی ایسا کام بھی کر رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی عبادت ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی،، تو اس لیے عبادت کو اچھے طریقے سے کرنے کے لیے علم کا پہلے سے حصول ضروری ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا باطنی عبادتوں کو سیکھنا بھی ضروری ہے ؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، باطنی عبادات جن کا تعلق دل سے ہے مثلاً::: توکل، تفویض، رضا، صبر، توبہ اور اخلاص وغیرہ کے بارے میں سیکھنا ضروری ہے تاکہ ان عبادات کو کیا جاسکے اور اسی طرح باطنی بیماریوں مثلاً::: غصہ، لمبی امیدیں، ریاکاری اور غرور و تکبر وغیرہ کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے تاکہ ان سے بچا جاسکے۔۔۔

اللہ پاک نے قرآن کریم میں باطنی عبادات کو بجالانے اور باطنی بیماریوں سے بچنے کا حکم دیا۔۔۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان:::اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے بنے رہو۔۔۔

جس طرح اللہ پاک نے نماز اور روزے کا حکم دیا ہے اسی طرح مندرجہ بالا آیات اور دیگر آیات میں باطنی عبادات اور باطنی بیماریوں کے بارے میں بھی سیکھنے کا حکم دیا ہے۔۔۔ لیکن لوگ نماز اور روزے کی طرف توجہ دیتے ہیں باطنی چیزوں کے بارے میں سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے حالانکہ ان دونوں کا حکم ایک ہی رب نے ایک ہی کتاب میں دیا ہے،، لیکن لوگ ان فرائض سے غافل ہو کر دنیا کے پیچھے چل پڑے ہیں،، نیکی کو گناہ اور گناہ کو نیکی سمجھنے لگے ہیں اور ان پاکیزہ علوم سے بے پرواہ ہو گئے ہیں جنہیں اللہ نے نور، حکمت اور ہدایت جیسے الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے بغیر علم کے عمل کرنے والوں کو کیا نصیحت فرمائی ہے ؟؟؟

جواب::: مصنف فرماتے ہیں:::

اے ہدایت کے طلبگار!!!

کیاتم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اکثر واجبات کو ضائع کرتے ہو اور نفل نماز روزے میں مشغول رہتے ہو اور مقصود اصلی کو چھوڑ چکے ہو؟؟؟ تم جہنم میں لے جانے والے گناہ پہ ڈٹ جاتے ہو،، اور کھانا، پینا اور نیند جیسی مباح چیزیں چھوڑ کر قرب الٰہی تلاش کرتے ہو اور یوں تم فضول چیزوں میں پڑ جاتے ہو،، اس سے بھی زیادہ سخت بات یہ ہے کہ تم ((لمبی)) امید باندھ لیتے ہو جبکہ امید محض گناہ ہے لیکن تم جہالت کی وجہ سے اسے اچھی نیت سمجھتے ہو،، کبھی غصے اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہو لیکن اسے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑانا سمجھ لیتے ہو،، کبھی تم ریاکاری میں پڑے ہوتے ہو لیکن اسے اللہ کی حمد اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا سمجھ لیتے ہو،، کبھی تم گناہوں کو نیکیاں اور سزا والے کاموں کو ثواب عظیم سمجھ کر دھوکے میں پڑ جاتے ہو۔۔۔

خدا کی قسم بغیر علم کے عمل کرنے والوں کے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ظاہری اور باطنی اعمال کا آپس میں کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: ظاہری اعمال اور باطنی اعمال مثلاً اخلاص، ریاکاری، خود پسندی وغیرہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے،، باطنی اعمال کی وجہ سے ظاہری اعمال درست ہو جاتے ہیں یا برباد ہو جاتے ہیں،، جو شخص باطنی اعمال کے بارے میں معلومات نہیں رکھتا تو اس کی ظاہری اور باطنی عبادتیں فوت ہو جاتی ہیں اور یہ کھلا نقصان ہے۔۔۔۔

اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

""علم کے ساتھ سونا جہالت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے""۔۔۔

کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا درستگی کی بجائے فساد کا زیادہ باعث بنتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے "" یہ ((علم)) خوش نصیبوں کو دیا جاتا ہے اور بد بختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے""؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب ہے کہ علم انہی کو ملتا ہے جو خوش نصیب ہوتے ہیں جبکہ بد بخت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں،، اس کی پہلی بد بختی یہ ہوتی ہے کہ وہ علم سیکھتا نہیں اور دوسری بد بختی یہ ہے کہ وہ صرف عبادت کرنے کی مشقت برداشت کرتا ہے اور اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔۔۔۔

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس عمل سے جو قبول نہ کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: علم کو عمل پہ مقدم کرنے کی دوسری وجہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: دوسری وجہ یہ ہے کہ علم نافع انسان کے دل میں اللہ پاک کا ڈر پیدا کر دیتا ہے،، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔۔۔

جس شخص کے پاس ذات باری تعالیٰ کی معرفت کا علم نہیں ہوگا وہ اللہ پاک کی تعظیم کا حق ادا نہیں کر سکے گا،، لہذا ایک انسان اللہ پاک کی تعظیم کا حق تبھی ادا کر سکے گا جب اس کے پاس علم ہوگا اور علم کی بدولت وہ گناہوں سے بچ سکے گا۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم سیکھنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟؟؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ انسان پہ کون سے علوم سیکھنا ضروری ہیں؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پہ فرض ہے"""۔۔۔۔۔

تین علوم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا فرض ہے:::

(1)علم التوحید

(2)علم السر((اس کا تعلق دل اور اس کے باطنی مسائل سے ہے))

(3)علم الشریعہ

سوال::: علم توحید کتنا سیکھنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: علم توحید اتنا سیکھنا ضروری ہے جس سے انسان کو دین کے اصول کی پہچان ہو جائے،، اسے پتا چل جائے اس کا معبود ایک ہے جو علم والا، قدرت والا، زندہ، ارادہ کرنے والا، کلام کرنے والا، سننے والا، دیکھنے والا اور اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،، وہ تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے،، تمام برائیوں سے پاک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔۔ علم توحید اتنا سیکھنا چاہیے کہ انسان اللہ کے دین میں بدعاتِ سیئہ سے بچ سکے۔۔۔

سوال::: علم التوحید کے دلائل اور اس کی اصل کہاں پائی جاتی ہے؟؟؟

جواب:::اس کے دلائل اور اصل قرآن کریم میں موجود ہے۔۔۔۔

سوال::: علم سر کتنا حاصل کرنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اتنا علم سر سیکھنا ضروری ہے کہ انسان کو پتا چل جائے کیا چیزیں دل کے لیے ضروری ہیں اور کون سی چیزوں سے دل کو بچانا ضروری ہے حتیٰ کہ انسان کو اللہ کی تعظیم، اخلاص، اچھی نیت اور عمل کی سلامتی حاصل ہو جائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: علم شریعت کتنی مقدار میں سیکھنا فرض ہے؟؟؟

جواب::: علم شریعت اتنا سیکھنا ضروری ہے کہ انسان کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جائے جو اس پہ واجب ہیں تاکہ انسان ان کو ادا کر سکے مثلاً طہارت، نماز اور روزہ۔۔۔ اگر کسی پہ حج، جہاد اور زکوٰۃ وغیرہ واجب ہیں تو اس کے لیے ان کا علم سیکھنا ضروری ہے ورنہ نہیں۔۔۔۔

الغرض انسان پہ جو جو چیز واجب ہے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیااتناعلم توحید حاصل کرناضروری ہے جس سے انسان دیگر کفریہ مذاہب پہ نقض وارد کرسکے ان پہ اسلام کی صداقت ثابت کرسکے اور تمام بدعات کو ختم کرکے سنت کی حجت کولازم کرسکے ؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،اتناعلم سیکھناانسان کے لیے فرض نہیں ہے بلکہ صرف اتناعلم توحید سیکھنافرض ہے جس سے وہ اپنے عقیدے پہ قائم رہ سکے بقیہ علم فرض کفایہ ہے۔۔۔۔

جب تک اس خطے میں علماء اہلسنت موجود ہیں اور وہ شکوک وشبہات کو حل کررہے ہیں اور بدعات کو ختم کررہے ہیں اور اس علم میں مشغول ہیں تب تک دوسروں سے یہ فرضیت ساقط ہوگئی ہے کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے لہذاایک عالم کااتناعلم سیکھناسب کی طرف سے کفایت کرجائے گا۔۔۔۔

اسی طرح علم سر کی باریکیاں اوردل کے تمام عجائبات کے بارے میں بھی جانناضروری نہیں بلکہ محض اتناجان لیناچاہیے جس سے انسان کی عبادت فاسد نہ ہو۔۔۔

اسی طرح علم شریعت کے تمام ابواب مثلاً کتاب البیوع، کتاب الاجارہ، کتاب الطلاق، نکاح اور جنایات وغیرہ کے بارے میں بھی جانناضروری نہیں ہے بلکہ محض اتناعلم شرعی ہوناچاہیے جس سے انسان پاکی ناپاکی جائزوناجائزاور حلال حرام کی پہچان کرسکے،،اس کے علاوہ علم فرض کفایہ ہے۔۔۔۔

سوال::: کیاانسان استاد کے بغیر علم توحید سیکھ سکتاہے ؟؟؟

جواب::: استاد چیزوں کوکھول کربیان کرنے والااور مشکلات کوآسان کرنے والاہوتاہے لہذااس سے سیکھنازیادہ بہتر ہے۔۔۔

سوال::: علم کی گھاٹی آسان ہے یادشوار ؟؟؟

جواب::: علم کی گھاٹی بہت دشوار گزار راستہ ہے اسے عبور کرناانتہائی مشکل ہے،،اس کے بڑے بڑے خطرات ہیں،،کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس سے منہ موڑااور گمراہ ہوگئے،،کتنے ہی لوگ اس راستے پہ پھسل گئے،،بہت سے لوگ اس میں لاپتہ ہوگئے جبکہ کچھ لوگوں نے اس گھاٹی کوبہت تھوڑی مدت میں کامیابی سے عبور کرلیا،،یہ سارے کاسارامعاملہ اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: علم کے نفع کے بارے میں بیان کریں۔۔۔

جواب::: علم کانفع بہت زیادہ ہے،،ہر بندے کواس کی حاجت ہے کیونکہ تمام عبادات کادارومدار علم پر ہے۔۔۔

اللہ پاک نے حضرت داؤدعلیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور فرمایا""" اے داؤد نفع دینے والاعلم سیکھ """،،انہوں نے عرض کی اے میرے مولا!!!علم نافع کیاہے ؟؟؟تواللہ پاک نے فرمایا""" علم نافع یہ ہے کہ تم میرے جلال، میری عظمت، میری کبریائی اور ہر چیز پہ میری قدرت کے کمال کے بارے میں جانو،،پس یہ چیز تمہیں میرے قریب کردے گی۔۔۔۔۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے""مجھے یہ پسند نہیں کہ میں بچپن میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جاتا اور بڑا ہو کر اپنے رب کی معرفت حاصل نہ کرتا""۔۔۔۔۔۔

لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا علم کے راستے میں خطرات بھی پیش آتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، علم کے راستے میں بہت زیادہ خطرات ہیں،، پس جو بندہ اس لیے علم سیکھے تاکہ وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے،، مالداروں کے ساتھ بیٹھے یا دنیا کا مال جمع کرے تو اس کی تجارت سراسر نقصان دہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جس نے علم حاصل کیا تاکہ وہ اس کے ذریعے علماء پہ فخر کرے یا بیوقوفوں سے جھگڑے یا اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرے تو اللہ پاک اسے آگ میں داخل کرے گا۔۔۔۔۔۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ میں نے مجاہدات میں تیس سال گزارے لیکن علم اور اس کے خطرے سے بڑھ کر کوئی شدید چیز نہیں پائی۔۔۔۔۔

سوال::: کیا علم کے خطرات سے ڈر کر علم کو چھوڑ دینا چاہیے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے،، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں جھانکا تو میں نے اکثر تعداد فقیروں کی دیکھی،، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مال کے لحاظ سے فقیر؟؟؟ فرمایا نہیں بلکہ علم کے لحاظ سے فقیر۔۔۔۔۔

پس جو علم چھوڑ دے گا تو وہ عبادت ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کر سکے گا نتیجتاً وہ نقصان اٹھائے گا لہذا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: علم کی گھاٹی کا خلاصہ بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک کی مخلوقات میں غور و فکر کرنے سے انسان جان جاتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا کوئی معبود ہے جس نے ان سب کو بنایا ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک ہے،، یونہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں غور و خوض کرنے سے معلوم ہو جایے گا کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔۔۔۔

سلف وصالحین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخرت میں اللہ پاک کا دیدار ہو گا کیونکہ وہ موجود ہے۔۔۔ قرآن بیشک اللہ کا کلام ہے اس کی مخلوق نہیں،، پوری کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ پاک کے چاہنے سے ہو رہا ہے وہ تمام چیزوں کا خالق و مالک ہے اور اپنی ملکیت میں جو مرضی کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں،، اس پہ کوئی چیز واجب نہیں۔۔۔۔

امورآخرت کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا بلکل سچ فرمایا اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ شامل نہیں،، انسان کو ان تمام اصول دین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے،، ظاہر و باطنی علوم حاصل کرنے چاہئیں تاکہ وہ اپنی عبادات اچھے طریقے سے ادا کرسکے،، علم حاصل کرنے کے بعد اس پہ عمل بھی کرنا چاہیے تاکہ انسان شرف وفضیلت والا ہو جائے۔۔۔ نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہے۔۔۔۔

((العقبۃ الثانیۃ))

((وھی العقبۃ التوبۃ))

سوال::: مصنف نے توبہ لازم ہونے کی کتنی اور کون سی وجوہات بیان کی ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے توبہ کے لازم ہونے کی دو وجوہات بیان کی ہیں:::

(1) پہلی وجہ یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے انسان کو عبادت کرنے کی توفیق ملے گی کیونکہ گناہوں کی وجہ سے انسان عبادت سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ پاک کی اطاعت سے رک جاتا ہے اور اگر اللہ پاک کی رحمت شامل نہ ہو تو گناہوں کی نحوست کے سبب انسان دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

جھوٹ بولنے والے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دونوں محافظ فرشتے اس کے منہ سے نکلنے والی بدبو کی وجہ سے اس سے دور ہو جاتے ہیں""،، تو یہ زبان جس کی وجہ سے فرشتے انسان سے دور ہو جاتے ہیں ایسی زبان بھلا اللہ کا ذکر کیسے کرے گی؟؟؟

کسی نے سچ کہا ہے""اگر تو رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو سمجھ لو تم بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہو اور تجھے تیرے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے""۔۔۔۔۔۔

(2) توبہ لازم ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ توبہ اس لیے کرنی چاہیے تاکہ انسان کی عبادت قبول ہو،، بے شک قرض خواہ قرض دار سے تحفہ قبول نہیں کرتا بلکہ قرض کا مطالبہ کرتا ہے اور یہی حال توبہ کا ہے کہ گناہ کرنے کی وجہ سے انسان پہ توبہ فرض ہو جاتی ہے لیکن وہ توبہ کی بجائے دوسری عبادات میں مصروف رہتا ہے تو وہ نفلی عبادتیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں؟؟؟ حالانکہ توبہ کرنا فرض ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: سچی توبہ کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: توبہ دل کے کاموں میں سے ایک کام ہے،، اس کے بارے میں علماء کرام نے فرمایا ہے""دل کو گناہوں سے پاک کرنے کا نام توبہ ہے""،، شیخ رحمہ اللہ نے توبہ کے بارے میں فرمایا""اللہ کی تعظیم کی خاطر اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لیے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا توبہ ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: توبہ کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟؟؟

جواب::: توبہ کی چار شرائط ہیں:::

(1)گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرنا کہ اب کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا،،اگر ایسا ارادہ نہ ہو تو اس کو توبہ نہیں کہا جائے گا۔۔۔۔۔

(2)جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے ویسا گناہ پہلے کر چکا ہو،،اگر اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں تو وہ توبہ کرنے والا نہیں بلکہ گناہ سے بچنے والا کہلائے گا،،جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم کفر سے بچنے والا کہہ سکتے ہیں کفر سے توبہ کرنے والا نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کفر نہیں کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہم کفر سے توبہ کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

(3)جس گناہ کو وہ چھوڑ رہا ہے وہ درجہ اور مرتبہ میں اس گناہ کے برابر ہو جو پہلے سرزد ہو چکا ہے،،صورتاً سابقہ گناہ کے جیسا ہونا ضروری نہیں۔۔۔

(4)اس گناہ کو چھوڑنا خالص اللہ کی تعظیم اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لیے ہو،،گناہ چھوڑنے میں کوئی دنیاوی غرض مثلاً حب جاہ وغیرہ نہ ہو۔۔۔۔۔

سوال::: توبہ کے کتنے اور کون سے مقدمات ہیں؟؟؟

جواب::: توبہ کے تین مقدمات ہیں((یعنی توبہ سے پہلے تین چیزوں کا جاننا انتہائی اہم ہے))

(1)گناہ کو انتہائی برا جاننا

(2)اللہ کی سخت پکڑ کو یاد رکھنا جس کو برداشت کرنے کی طاقت انسان میں نہیں۔۔۔

(3)اپنی کمزوری کو یاد رکھنا کہ جہاں مجھ سے سورج کی تھوڑی سی تپش برداشت نہیں ہوتی وہاں جہنم کی آگ کیسے برداشت کروں گا؟؟؟چیونٹی کا ڈنک برداشت نہیں ہوتا تو جہنم کے بڑے بڑے سانپ اور بچھوؤں کا کاٹنا کیسے برداشت ہو گا؟؟؟

اعتراض:: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""الندم توبۃ"""یعنی ندامت توبہ ہے،،انہوں نے تو توبہ کی شرائط اور مقدمات وغیرہ ذکر نہیں کیے۔۔۔۔۔

جواب::: شرمندگی اور ندامت بندے کی طاقت میں نہیں جبکہ توبہ بندے کے اختیار میں ہے۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ اللہ کی تعظیم اور اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے ایسی ندامت ہو جو بندے کو سچی توبہ پر ابھارے اور اس طرح کی ندامت توبہ کرنے والوں کی صفت ہے۔۔۔جب بندہ توبہ کے مقدمات یاد کرے گا تو اس کو ایسی ندامت ہو گی جو گناہ چھوڑنے پہ ابھارے گی،،چونکہ ندامت توبہ کرنے کا سبب ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندامت کو توبہ قرار دیا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا انسان کا مکمل طور پر گناہوں سے بچنا ممکن ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، صرف ممکن ہی نہیں بلکہ آسان بھی ہے اور جس پہ اللہ کی رحمت ہو وہی گناہوں سے بچ سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص یہ سوچ کر توبہ نہ کرے کہ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا ہو جائے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟؟؟

جواب::: ایسا کرنا بلکل غلط ہے،، یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے ورنہ کسی کو کیا معلوم کہ وہ توبہ کرنے کے بعد گناہ کرے گا یا نہیں ؟؟؟ہو سکتا ہے گناہ کرنے سے پہلے بحالت توبہ اس کا انتقال ہو جائے۔۔۔۔

انسان کے ذمے بس توبہ کرنا ہے اور اس توبہ پہ اسے ثابت قدم کرنا اللہ پاک کا کام ہے،، لہذا ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ ایک شخص دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے توبہ ہی نہ کرے کیونکہ توبہ سے دو بڑی بھلائیوں میں سے ایک لازمی نصیب ہوتی ہے:::

(1) سچی توبہ پہ ثابت قدم رہنے کی توفیق مل جائے گی۔۔۔۔

(2) گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: گناہ کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: گناہ کی تین اقسام ہیں:::

(1) اللہ کے لازم کردہ احکامات کو چھوڑنا مثلا نماز، روزہ وغیرہ،، یہ گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء کرنی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

(2) وہ گناہ جو انسان اور اللہ کے مابین ہیں مثلا شراب پینا، ناچنا وغیرہ۔۔۔ان گناہوں پہ شرمندہ ہو کر ان سے توبہ کرنا لازمی ہے۔۔۔۔۔

(3) وہ گناہ جو انسان اور بندوں کے درمیان ہیں مثلا حقوق العباد وغیرہ۔۔۔۔۔

سوال::: بندوں کی حق تلفی کن کن چیزوں میں ہوتی ہے اور ان حق تلفیوں کا ازالہ کیسے کیا جائے؟؟؟ تفصیل سے بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

مال میں حق تلفی::: حق تلفی کبھی مال میں ہوتی ہے،، اگر کسی کے مال کی حق تلفی کی ہو تو اسے واپس کرنا واجب ہے اور اگر غریب ہونے کی وجہ سے حق تلفی کرنے والا مالک کو مال واپس کرنے سے عاجز ہو تو چاہیے کہ اس سے معاف کروالے،، اگر مالک کے لاپتہ یا مر جانے کی وجہ سے معاف نہیں کروا سکتا تو اس کی طرف سے اتنا مال صدقہ کر دے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ اللہ قیامت کے دن اس مالک کو حق تلفی کرنے والے سے راضی کروا دے۔۔۔۔۔۔۔

جان کی حق تلفی::: اگر کوئی شخص کسی کی جان تلف کرلے تو اسے چاہیے کہ خود کو قصاص کے لیے پیش کردے یا اس کے وارثین اسے معاف کردیں،، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ استغفار کیا جائے تاکہ اللہ پاک قیامت کے دن اس شخص کو اس سے راضی کروادے۔۔۔۔۔۔

عزت کی حق تلفی::: اگر کوئی کسی کی عزت کی حق تلفی کرے مثلاً اسے گالی نکالے یا اس کی غیبت کرے تو لازم ہے جن لوگوں کے سامنے یوں کیا ہے ان کے سامنے خود کو جھوٹا کہے اور اس شخص سے معافی مانگے،، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ استغفار کرے تاکہ اللہ اسے قیامت والے دن حق تلفی کرنے والے سے راضی کردے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل وعیال کی حق تلفی::: اگر کوئی کسی کے گھر یا اولاد میں خیانت کا مرتکب ہو تو اسے معاف کروانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں فتنہ پیدا ہوگا،، لہذا وہ اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے تاکہ اللہ قیامت کے دن اس شخص کو اس سے راضی کروادے۔۔۔۔۔۔

دین میں حق تلفی::: اگر کوئی کسی کو کافر، بدعتی یا گمراہ وغیرہ کہے تو ایسی صورت میں اس کے سامنے اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرے اور اگر ہوسکے تو اس سے معافی مانگے ورنہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے تاکہ اللہ پاک اس شخص کو قیامت کے دن اس سے راضی کروادے۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک سے سچی پکی توبہ کی توفیق مانگنے والا حقیقت میں کس چیز کا سوال کر رہا ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پاک سے سچی توبہ کی توفیق مانگنے والا حقیقت میں اس بات کا سوال کر رہا ہوتا ہے کہ یا اللہ مجھے اپنا پسندیدہ بندہ بنالے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ::: بے شک اللہ پاک بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: توبہ میں تاخیر کرنے کا کیا نقصان ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا بہت بڑا نقصان ہے کیونکہ گناہ کی ابتداء دل کی سختی اور انتہاء بدبختی پہ ہوتی ہے،، جیسا کہ شیطان اور بلعم بن باعوراء کا معاملہ ہے کہ ان کے معاملے کی ابتداء گناہ سے ہوئی اور انتہاء کفر پہ ہوئی اور دونوں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہوگئے،، لہذا انسان کو چاہیے کہ جلد از جلد اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کرلے۔۔۔۔۔۔

سوال::: دل کس سے سیاہ ہوتا ہے اور اس کے سیاہ ہونے کی کیا علامت ہے؟؟؟

جواب::: دل گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہوتا ہے اور اس سیاہی کی علامت یہ ہے کہ انسان کو گناہ کرتے ہوئے گھبراہٹ محسوس نہ ہو،، نیکیاں کرنے کا موقع نہ ملے اور وعظ و نصیحت سے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت سیدنا کہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنے کس گناہ پہ چالیس سال روتے رہے؟؟؟

جواب::: حضرت کہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا جس پر میں چالیس سال سے رو رہا ہوں،، پوچھا گیا""اے ابو عبداللہ وہ کون سا گناہ ہے""؟؟؟،، فرمانے لگے کہ میرا ایک مسلمان بھائی مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لیے مچھلی خرید کر پکائی،، جب وہ کھا چکا تو میں نے اٹھ کر اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لی اور اس سے اپنے مہمان کے ہاتھ دھلوائے۔۔۔۔

((فصل فی بیان حقیقۃ التوبۃ الصادقۃ))

سوال::: توبہ کا طریقہ تفصیل سے لکھیں۔۔۔۔

جواب::: جب کوئی انسان توبہ کرنا چاہے تو اسے پختہ ارادہ کر لینا چاہیے کہ اب دوبارہ گناہوں کی جانب نہیں پلٹنا،، جن کی حق تلفی کی ہے ان سے معافی مانگے،، جتنا ہو سکے قضاء فرائض و واجبات ادا کرے،، غسل کرے پاک صاف کپڑے پہنے اور چار رکعات پڑھے ،، پھر اپنے چہرے کو زمین پہ رکھے اور اپنے سر پہ مٹی ڈالے،، ایک ایک گناہ کو یاد کر کے نفس کو ملامت کرے اور اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر معافی مانگے،، پھر""دعائے شدت""پڑھے،، اللہ پاک کو اس کی رحمت کا واسطہ دے کر دعا مانگے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے،، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ تمام مومنین کے لیے استغفار کرے۔۔۔۔

اور جب کوئی انسان توبہ کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اللہ پاک سے اس توبہ پہ استقامت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔۔۔۔۔

((العقبۃ الثالثۃ))

((وھی عقبۃ العوائق))

سوال::: انسان کو عبادت سے روکنے والی چیزیں کتنی اور کون سی ہیں؟؟؟

جواب:: انسان کی عبادت کی راہ میں آنے والی رکاوٹیں چار ہیں:::

(1) دنیا

(2) مخلوق

(3) شیطان

(4) نفس

سوال::: دنیا سے بے رغبتی کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: دو وجوہات کی بناء پر دنیا سے بے رغبتی ضروری ہے:::

(1)پہلی وجہ یہ ہے کہ انسان اچھی طرح عبادت کرسکے کیونکہ دنیا کی محبت اسے عبادت نہیں کرنے دے گی،، دنیا اور آخرت کی مثال دو سوکنوں کی طرح ہے ایک کو خوش کرو تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔

اس حوالے سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے """میں نے بہت کوشش کی کہ عبادت اور تجارت کو اکٹھا لے کر چلوں مگر یہ دونوں ایک ساتھ نہیں ہوسکے تو میں نے تجارت چھوڑ کر عبادت کو اختیار کر لیا۔۔۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے """اگر عبادت اور تجارت میرے علاوہ کسی شخص کے لیے جمع ہو سکتیں تو میرے لیے ضرور جمع ہوتیں کیونکہ اللہ نے مجھے قوت اور نرمی دونوں عطا فرمائی ہیں۔۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی فرمان ہے """جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے لہذا باقی رہنے والی ((یعنی آخرت)) کو فنا ہونے والی ((یعنی دنیا)) پہ ترجیح دو۔۔۔۔۔

(2)دنیا چھوڑنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان کے عمل کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""ایسا شخص جس کا دل دنیا سے بے رغبت ہو اس کی دو رکعتیں اللہ کے نزدیک قیامت تک عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بہتر اور محبوب ہیں۔۔۔۔۔۔

لہذا اپنی بزرگی میں اضافہ کرنے کے لیے اور اپنے عمل کی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے دنیا سے بے رغبتی ضروری ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: زہد کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: بنیادی طور پر زہد کی دو اقسام ہیں:::

(1)وہ زہد جو بندے کے اختیار میں ہو۔۔۔۔

(2)وہ زہد جو بندے کے اختیار میں نہ ہو۔۔۔۔۔

سوال::: اختیاری زہد کتنی چیزوں میں ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ تین چیزوں میں ہوتا ہے:::

(1)دنیا کا جو مال پاس نہیں اس کی خواہش نہ رکھنا۔۔۔۔

(2)جو پاس ہے اس کو خود سے دور کر دینا۔۔۔۔

(3)دنیا کا حصول اور اس کا ارادہ ترک کر دینا۔۔۔۔

سوال::: غیر اختیاری زہد کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: غیر اختیاری زہد یہ ہے کہ زاہد کا دل دنیا اور اس کے مال سے سرد پڑ جائے۔۔۔۔۔

اختیاری زہد غیر اختیاری زہد کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: سب سے مشکل زہد کون سا ہے؟؟؟

جواب::: سب سے مشکل زہد دل سے دنیا کا ارادہ نکالنا ہے۔۔۔۔

سوال::: وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے دنیا کو ترک کرنے کا ارادہ آسان ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: دنیا کی آفات اور اس کے عیوب کو یاد کرنے سے دنیا کو چھوڑنے کا ارادہ آسان ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: دنیا کو کیوں چھوڑ دینا چاہیے؟؟؟اس کی سب سے عمدہ وجہ بتائیں۔۔۔۔۔

جواب::: دنیا کو اس لیے چھوڑنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کی دشمن ہے اور ہم اللہ سے محبت رکھنے والے ہیں،، تو جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہو تو وہ اس کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہے،، اس لیے دنیا چھوڑ دینی چاہیے۔۔۔۔۔

دنیا حقیقت میں سڑا ہوا مردار ہے،، اس کی ہر چیز خراب ہو جاتی ہے لیکن یہ ایسا مردار ہے جسے خوشبو میں لپیٹ کر رکھا گیا ہے پس غافل لوگ اس کے ظاہر سے دھوکہ کھا جاتے ہیں جبکہ عاقل لوگ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: دنیا سے بے رغبتی کرنا فرض ہے یا نفل؟؟؟

جواب::: دنیا سے بے رغبتی دو چیزوں میں ہوتی ہے:::

(1)حلال چیزوں سے بے رغبتی

(2)حرام چیزوں سے بے رغبتی

حلال چیزوں سے بے رغبتی کرنا نفل ہے جبکہ حرام چیزوں سے بے رغبتی کرنا فرض ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حلال چیزوں سے بے رغبتی کرنا کن کا کام ہے؟؟؟

جواب::: یہ ابدالوں کا کام ہے کیونکہ ان کے نزدیک حلال بھی مردار کی طرح ہے لہذا وہ اس سے بھی بقدر ضرورت لیتے ہیں،، جبکہ حرام تو ان کے نزدیک آگ ہے،، اسے لینا تو دور کی بات اس کو لینے کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آتا۔۔۔۔

سوال::: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی لذات کسی کے نزدیک آگ یا سڑے ہوئے مردار جیسی ہو جائیں؟؟؟ حالانکہ انسان تو فطری طور پر لالچی اور کمزور ہے۔۔۔۔

جواب::: جسے اللہ پاک توفیق عطا فرمائے اور وہ دنیا کی حقیقت جان لے تو اس کے نزدیک دنیا آگ یا سڑے ہوئے مردار کی طرح ہو جائے گی۔۔۔۔

یہ بات مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہو جاتی ہے:::

اگر کوئی شخص عمدہ حلوہ تیار کر کے اس میں زہر ڈال دے اور اسے زہر ڈالتے ہوئے ایک شخص دیکھ رہا تھا لیکن ایک ایسا شخص بھی تھا جس نے زہر ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا،، جب ان دونوں کے سامنے حلوہ پیش کیا جائے گا تو جس کو زہر کا علم تھا اس کے دل میں حلوہ

کھانے کا خیال بھی پیدا نہیں ہو گا جبکہ دوسرا شخص مزے سے کھالے گا،، یہ حال دنیا کے حرام کا ہے کہ صاحب بصیرت لوگ اس سے بچ جاتے ہیں جبکہ غافل لوگ اس میں پڑ جاتے ہیں۔۔۔۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حلوہ تیار کرے اور اس کے اندر تھوک یا رینٹھ ڈال دے،، ایک شخص نے اسے تھوک ڈالتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ دوسرے شخص نے نہیں دیکھا،، جب ان دونوں کے سامنے حلوہ پیش کیا جائے گا تو جس نے تھوک ڈالتے ہوئے دیکھا تھا وہ اس سے دور ہو جائے گا اور سخت ضرورت کے علاوہ اسے استعمال نہیں کرے گا جبکہ جس کو اس بارے علم نہیں ہو گا وہ اسے کھالے گا،، یہ حال دنیا کے حلال کا ہے۔۔۔۔۔

ان مثالوں میں غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ جس کو اس حلوے کے اندر ڈالی جانے والی چیز کا پتا تھا اس نے نہیں کھایا اور جس کو نہیں پتا تھا اس نے کھالیا اگرچہ وہ دونوں انسان ہیں اور طبعا لالچی بھی ہیں،، اسی طرح وہ شخص جسے دنیا کے دھوکے کا علم ہوتا ہے وہ اس سے بچ جاتا ہے اور جو اس کے بارے میں نہیں جانتا وہ اس کی رغبت رکھتا ہے۔۔۔۔

سوال::: دنیا سے مکمل کنارہ کشی کرنا کیسے ممکن ہے؟؟؟ حالانکہ انسان کو اس کی سخت حاجت ہوتی ہے۔۔۔

جواب::: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا مطلب ان فضول چیزوں سے بے رغبتی کرنا جن کے بغیر زندگی گزاری جاسکتی ہے کیونکہ مقصد تو فقط اتنی طاقت حاصل کرنا ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کی عبادت کر سکے،، اصل مقصد کھانا پینا یا لذت حاصل کرنا نہیں ہے۔۔۔۔

سوال::: عبادت کی راہ میں دوسری رکاوٹ یعنی مخلوق سے جدائی کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) مخلوق سے علیحدگی اس لیے لازم ہے کیونکہ وہ انسان کو عبادت سے غافل کر دیتی ہے،، ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک جگہ سے گزرا وہاں کچھ لوگ تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک شخص الگ بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے کہا تم سے بات کرنے کی بجائے مجھے اللہ کا ذکر کرنا زیادہ پسند ہے،، میں نے کہا تم اکیلے ہو،، اس نے کہا میرے ساتھ میرا رب اور دو فرشتے ہیں،، میں نے پوچھا """ان تیر اندازوں میں سے کون جیتے گا؟؟؟""" اس نے کہا اللہ جس کی مغفرت فرما دے،، میں نے پوچھا راستہ کہاں ہے؟؟؟ اس نے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور مجھے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا """الہی تیری اکثر مخلوق تجھ سے غافل کر دیتی ہے"""۔۔۔۔۔

(2) لوگوں سے دور رہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ پاک کی رحمت شامل نہ ہوئی تو لوگوں کی وجہ سے انسان کی عبادت ضائع ہو جائے گی کیونکہ وہ ریاکاری کا شکار ہو جائے گا،، حضرت یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں """لوگوں کا دیکھنا ریاکاری کی چٹائی ہے"""۔۔۔۔

سوال::: حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ نے لوگوں سے کون سے پانچ مطالبے کیے؟؟؟

جواب::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پانچ چیزوں کا سوال کیا مگر مجھے ایک بھی نہیں ملی۔۔۔۔

میں نے ان سے کہا زہد و عبادت اختیار کرو تو انہوں نے نہیں کیا،، میں نے کہا اگر تم اختیار نہیں کرتے تو پھر اسے اختیار کرنے پہ میری مدد کرو تو انہوں نے مدد بھی نہیں کی،، میں نے کہا چلو میرے زہد و عبادت کو اختیار کرنے پہ راضی ہو جاؤ تو وہ راضی بھی نہیں ہوئے،، میں نے چلو پھر مجھے اس سے نہ روکو مگر انہوں نے روکا،، میں نے کہا چلو وہ کام جس میں اللہ کی رضا اور خوشنودی نہیں ہے مجھے اس کی طرف نہ بلاؤ مگر انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی۔۔۔۔۔

سوال::: گوشہ نشینی کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ فتنوں کا ذکر چھڑ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تم دیکھو کہ لوگ وعدہ خلافی میں مبتلا ہو جائیں اور امانت میں خیانت کرنے لگیں،، پھر آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر فرمایا""اور یوں ہو جائیں""((یعنی باہم دست و گریباں ہو جائیں)) ،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ مجھے آپ پہ قربان کرے میں اس وقت کیا کروں؟؟؟ارشاد فرمایا""گھر میں بیٹھے رہنا، اپنی زبان قابو میں رکھنا، اچھی چیز اختیار کرنا، بری بات چھوڑ دینا، صرف اپنے معاملے کی فکر کرنا اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دینا۔۔۔۔

((سنن ابوداؤد))

ایک اور حدیث مبارک میں ہے""اگر تمہاری زندگی رہی تو عنقریب تم ایسا زمانہ دیکھو گے جس میں مقررین زیادہ ہوں گے، علماء کم ہوں گے، مانگنے والوں کی کثرت ہوگی، دینے والے تھوڑے ہوں گے، اس زمانے میں خواہش علم کی پیشوا ہوگی""،، انہوں نے عرض کی:::وہ زمانہ کب آئے گا؟؟؟ارشاد فرمایا""جب نماز ضائع کی جائے گی، رشوت عام ہو جائے گی اور دین کو دنیا کی معمولی اور حقیر چیزوں کے بدلے بیچا جائے گا،، ایسے وقت میں بچنا، ایسے وقت میں بچنا""۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت عباد خواص رحمہ اللہ کو گوشہ نشینی کے حوالے سے کیا لکھا؟؟؟

جواب::: انہوں نے لکھا""تم اس زمانے میں ہو جس میں ہونے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پناہ مانگتے تھے اور وہ ہم سے زیادہ علم والے تھے۔۔۔اب ہمارا کیا حال ہوگا کہ وہ زمانہ اب آچکا ہے اور ہمارا علم کم ہے، صبر تھوڑا ہے، بھلائی پہ مددگار کم ہیں، دنیا کی خرابی بڑھ گئی ہے اور لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گوشہ نشینی کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: آپ نے فرمایا""گوشہ نشینی میں برے لوگوں کی ملاقات سے چھٹکارا اور راحت ہے""۔۔۔۔۔۔

سوال::: گوشہ نشینی اور لوگوں سے دور رہنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: گوشہ نشینی کے بارے میں لوگوں کے دو طبقے ہیں:::

(1)وہ شخص جو نہ عالم ہے اور نہ حاکم،،یعنی مخلوق کو اس کی کوئی حاجت نہیں تو اس کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے،،است چاہیے کہ جمعہ وعیدین اور علم کی مجلس میں لوگوں کے ساتھ شریک ہو اور انتہائی حاجت کے وقت لوگوں کے ملاقات کرے اور پھر ان سے کنارہ کش ہو جائے۔۔۔۔

(2)وہ شخص جو عالم ہے اور لوگ اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں اس کے محتاج ہیں یعنی اس سے شرعی رہنمائی لیتے رہتے ہیں تو ایسا شخص گوشہ نشینی اختیار نہ کرے بلکہ مخلوق کے درمیان رہ کر ان کو نصیحت کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" جب بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم خاموش رہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص لوگوں سے بلکل لاتعلقی اختیار کرنا چاہے یعنی جمعہ جماعت اور کسی بھی حاجت کے لیے لوگوں سے نہ ملنا چاہتا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: اسے مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنی چاہیے:::

(1)ایسی جگہ چلا جائے جہاں یہ فرائض اس پہ لازم نہ ہوں مثلا چوٹیوں یا وادیوں کے بیچ چلا جائے۔۔۔۔

(2)اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ ان فرائض کو ادا کرنے کی صورت میں لوگوں سے ملنے کا نقصان ان فرائض کو چھوڑ دینے سے بڑا ہے تو ایسی صورت میں معذور ہوگا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابو بکر بن فورک رحمہ اللہ نے جب تنہائی میں رہنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کیا آواز سنی؟؟؟

جواب::: انہوں نے ندا سنی"""اے ابو بکر!!!جب تم مخلوق خدا کے لیے اللہ کی ایک دلیل ہو تو تم نے اللہ کے بندوں کو کیوں چھوڑا؟؟؟ چنانچہ آپ لوگوں میں واپس تشریف لائے اور آپ کا عوام میں رہنے کا یہی سبب بنا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت سیدنا ابو اسحاق رحمہ اللہ نے لبنان کے پہاڑوں پہ عبادت کرنے والوں سے کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: آپ نے فرمایا"""اے گھاس کھانے والو!!!تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بدمذہبوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور خود یہاں گھاس کھانے میں مشغول ہو"""؟؟؟ تو انہوں نے جواب دیا"""ہم میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی طاقت نہیں ہے جبکہ اللہ نے آپ کو یہ قوت عطا فرمائی ہے تو یہ آپ پر ہی لازم ہے"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر دینی معاملات کی وجہ سے لوگ کسی شخص کے محتاج ہیں تو ایسے شخص کو لوگوں سے میل جول رکھنے میں کتنی اور کون سی چیزوں کی حاجت ہے؟؟؟

جواب::: ایسے شخص کو دو اشیاء کی حاجت ہے:::

(1)طویل صبر، بہت زیادہ بردباری، شفقت بھری نظر اور اللہ پاک سے ہمیشہ مدد طلب کرنا۔۔۔۔

(2)صرف جسمانی طور پر لوگوں کے ساتھ رہے،،یعنی اگر وہ ملاقات کو آئیں تو ان سے ملاقات کرے اور اگر کوئی اس کے پاس نہ آئے تو اسے کسہ کی پرواہ نہ ہو،،ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے،،لوگوں کے حقوق کا خیال رکھے،،ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفات کو برداشت کرے اور اس کے ساتھ اپنا خیال بھی رکھے اور نفلی عبادت کے لیے وقت نکالے۔۔۔

سوال::: کس صورت میں عالم کو گوشہ نشینی کی اجازت ہے؟؟؟

جواب::: اگر فتنے پے در پے ابھریں، حق کا زوال ہو، لوگ دین سے منہ پھیریں، کسی عالم کا لحاظ نہ کریں، قرابت کا لحاظ نہ کریں تو اس صورت میں عالم گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اب وہ معذور ہے۔۔۔۔۔

اعتراض::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑے کا حکم دیا جبکہ آپ کہتے ہیں گوشہ نشینی اختیار کریں،،یوں آپ حدیث کے خلاف عمل کرنے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

جواب::: ہم حدیث کے خلاف عمل کرنے کا ہرگز نہیں کہہ رہے بلکہ گوشہ نشینی اختیار کرنے کے بارے میں بھی احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے"""اپنے گھر کو لازم پکڑو، اپنی ذات کی فکر کرو اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دو"""۔۔۔۔۔

رہی وہ والی حدیث جس میں جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی تین صورتیں بن سکتی ہیں:::

(1)دینی احکامات میں جماعت کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ امت گمراہی پہ جمع نہیں ہو سکتی،،جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ کوئی راہ نکالنا باطل ہے لیکن اپنے دین کی بھلائی کی خاطر علیحدہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں۔۔۔۔

(2)دوسرا مطلب یہ ہے کہ جمعہ اور جماعت میں لوگوں سے الگ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں دین کی مضبوطی ہے اور جن کاموں میں نقصان کا اندیشہ ہو ان میں لوگوں سے علیحدہ رہنا چاہیے۔۔۔۔

(3)جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم اچھے زمانے میں اس شخص کے لیے ہے جو دینی معاملات میں کمزور ہو لیکن وہ شخص کو ان معاملات میں قوی ہو اور زمانہ بھی فتنے والا ہو تو اس کے لیے گوشہ نشینی زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔

سوال::: وہ کون سے لوگ ہیں جو تمام اسلامی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں؟؟؟

جواب::: ابدال وہ لوگ ہیں جو اسلامی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں چاہے جہاں بھی ہوں اور وہ زمین میں جہاں چاہے سیر کرتے ہیں کیونکہ ان کے لیے زمین سمیٹ دی جاتی ہے۔۔۔۔۔

اعتراض:: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""میری امت کی رہبانیت مساجد میں بیٹھنا ہے""",,اس حدیث میں مساجد میں بیٹھنا رہبانیت قرار دیا گیا ہے جبکہ جنگلوں اور وادیوں میں گوشہ نشینی سے جھڑکا گیا ہے۔۔۔

جواب::: اس حدیث کا حکم اس وقت کے لیے ہے جب فتنہ نہ ہو اور جب بندہ مسجد میں بیٹھے اور لوگوں سے نہ ملے تو وہ جسمانی طور پر لوگوں کے ساتھ ہوگا جبکہ دلی طور پر اللہ کی یاد میں مصروف ہوگا اور جس گوشہ نشینی کی ہم بات کرتے ہیں وہ بھی یہی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا علماء کے دینی مدارس اور صوفیاء کی خانقاہوں میں گوشہ نشین رہنے کے فوائد ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،اس میں عام لوگوں کے لیے دو طرح کے فوائد ہیں:::

(1)لوگوں سے میل جول اور ان کے دیگر معاملات سے دوری رہے گی۔۔۔۔

(2)جمعہ و جماعت اور دیگر اسلامی شعائر میں شرکت کرنے کا موقع بھی ملے گا اور انہیں وہی سلامتی نصیب ہوگی جو گوشہ نشینوں کو ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: راہ آخرت کے مسافر کو خانقاہ میں اسی راہ کے مسافروں کے ساتھ رہنا چاہیے یا کسی ایک کونے میں بیٹھ جانا چاہیے؟؟؟

جواب::: اگر خانقاہ میں بقیہ لوگ اسلاف کی سیرت پہ پابند ہوں تو انہی کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ اس سے عبادت پہ مدد ملے گی لیکن اگر بقیہ لوگ سلف صالحین کے راستے کو چھوڑ چکے ہوں تو ان سے الگ ہو کر کسی ایک کونے میں بیٹھ جانا چاہیے،،نیکی کے کاموں میں ان کے ساتھ شریک ہونا چاہیے اور بقیہ معاملات میں ان کے ساتھ رہنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ریاضت و مجاہدہ کرنے والا شخص اپنی بہتری کی خاطر خانقاہ والوں کی آفت سے بچنے کے لیے وہاں نکل کر کہیں اور جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: مدارس اور خانقاہوں کی مثال مضبوط قلعے جیسی ہے،، مجاہدہ کرنے والے یہاں رہ کر چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رہتے ہیں اور ان سے باہر کی جگہ صحرا کی مانند ہے جہاں شیطانی لشکر گھومتے رہتے ہیں،،پس اگر کوئی شخص وہاں سے نکل کر صحراء کی طرف چلا گیا تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا لہذا کمزور شخص کے لیے مضبوط قلعے میں رہنا ضروری ہے۔۔۔۔

ہاں اگر کوئی شخص مضبوط اور صاحب بصیرت ہو تو اس کے باہر نکلنے میں حرج نہیں لیکن پھر بھی قلعے میں رہنا زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔۔

سوال::: وہ لوگ جن سے اللہ کی رضا کی خاطر دوستی لگائی ہو کیا ان سے ملنا چاہیے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،لیکن دو شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے:::

(1) کثرت سے ملاقات نہ کی جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" کبھی کبھی ملا کرو محبت میں اضافہ ہوگا """۔۔۔۔۔۔

(2)اس ملاقات میں ریاکاری، تکلف، غیبت اور دیگر برائیوں سے پرہیز کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ایسی کون سی چیز ہے جس کا اگر انسان خیال رکھے تو وہ گوشہ نشین ہو سکتا ہے؟؟؟یعنی کون سی چیز گوشہ نشینی اپنانے پہ ابھارتی ہے؟؟؟

جواب::: اگر انسان مندرجہ ذیل تین کام کرلے تو اس کے لیے گوشہ نشین بننا آسان ہو جائے گا:::

(1) اپنی تمام اوقات کو عبادت میں مصروف رکھنا چاہیے کیونکہ جب انسان اچھی طرح عبادت کرے گا تو اسے عبادت کی حلاوت نصیب ہوگی اور یوں وہ لوگوں سے دور رہنا پسند کرے گا۔۔۔

(2) تمام لوگوں سے امید ختم کردینی چاہیے کیونکہ جس سے نفع کی امید اور نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(3) لوگوں سے ملنے کی صورت میں پہنچنے والی آفات پہ نظر رکھنی چاہیے۔۔۔۔۔

جب انسان ان تین امور پہ کاربند رہے گا تو اس کے دل سے لوگوں کی محبت نکل جائے گی اور وہ گوشہ نشین بن جائے گا۔۔۔۔۔۔

((العائق الثالث))

سوال::: شیطان سے جنگ کرنا اور اس پہ سختی کرنا کیوں لازم ہے؟؟؟

جواب::: عبادت پہ کامیابی پانے کے لیے شیطان سے لڑنا بہت ضروری ہے،، اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) شیطان گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے اور اس سے بھلائی کی امید نہیں کی جاسکتی،، جو دشمن ہر وقت ہلاک کرنے کو تیار ہو ایسے دشمن سے کیونکر غفلت برتی جائے؟؟؟

سورۃ یسین میں اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔۔۔

سورۃ فاطر میں ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔۔۔۔۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان سے دشمنی کرنا شیطان کی فطرت ہے اور وہ ہر وقت اپنے تیر پھینکتا رہتا ہے،، پس اگر انسان اس کی طرف سے غفلت میں پڑ جائے تو اس کا کیا بنے گا؟؟؟

سوال::: کن لوگوں سے شیطان کی خاص طور پر دشمنی ہوتی ہے؟؟؟

جواب::: ویسے تو وہ سب کا دشمن ہے لیکن جو لوگ خود بھی عبادت کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی نیکی کی دعوت دیتے ہیں تو وہ اس کے خاص دشمن ہیں پھر وہ ان کے خلاف لڑنے کے لیے کمر کس لیتا ہے اور معاذاللہ داعی الی الحق کا ایمان تک ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کے خلاف شیطان کے پاس سب سے بڑے ہتھیار کون سے ہیں؟؟؟

Designed By | [UMAR RAZA]

جواب::: شیطان کے پاس انسان کے خلاف بہت سے ہتھیار ہیں لیکن انسان کا نفس اور اس کی خواہش شیطان کے سب سے بڑے مددگار ہیں جو انسان کے خلاف شیطان کی مدد کرتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: شیطان کو کن طریقوں سے بھگایا جاسکتا ہے؟؟؟

جواب::: صوفیاء کرام نے شیطان کو بھگانے کے دو بڑے طریقے بیان فرمائے ہیں:::

(1)شیطان کو بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اس کے خلاف اللہ کی پناہ مانگتا رہے کیونکہ وہ ایک کتا ہے جسے اللہ نے انسان پہ مسلط کیا ہے،،پس اگر انسان خود اس سے لڑنا شروع کردے گا تو ہار جائے گا لھذا بہتر طریقہ یہی ہے کہ کتے کے مالک یعنی اللہ عزوجل کی جانب رجوع کیا جائے تاکہ انسان شیطان کے شر سے بچ سکے۔۔۔۔۔

(2)دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان مجاہدہ اختیار کرے اور شیطان کی مخالفت میں ڈٹ جائے اور اسے بھگانے کی کوشش کرے۔۔۔۔۔۔

سوال::: شیطان سے جنگ کرنے اور اس پہ غالب آنے کے لیے کتنی اور کون سی چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے:::

(1)انسان کو شیطان سے بچنے کے لیے اس کے مکروفریب کو پہچاننا ہوگا کیونکہ اگر چور کو پتا چل جائے کہ گھر والوں نے اسے محسوس کرلیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2)انسان کو شیطان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور اپنے دل کو اس جانب متوجہ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جتنا آپ کتے کی جانب بڑھو گے اتنا زیادہ وہ بھونکے گا اور حملہ کرے گا لیکن اگر اس سے منہ موڑ لیا جائے تو وہ خاموش ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

(3)انسان کو چاہیے کہ اپنی زبان کو مسلسل اللہ کے ذکر سے تر رکھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" شیطان کے لیے اللہ کا ذکر اتنا تکلیف دہ ہے جتنا انسان کے لیے آکلہ کا مرض۔۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کو شیطان کے مکروفریب کا کیسے علم ہوگا؟؟؟

جواب::: اس حوالے دو باتیں یاد رکھنی چاہیے:::

(1)شیطان کے وسوسے تیروں کی مانند ہیں جنھیں وہ پھینکتا رہتا ہے ان کی پہچان تبھی ہوگی جب انسان دل کے خیالات اور ان کی اقسام کے بارے میں جان لے گا۔۔۔۔۔

(2)شیطان کے پاس جالوں کی مانند حیلے بہانے ہیں جن سے وہ شکار کرتا ہے،،انسان کو ان جالوں کی پہچان تبھی ہوگی جب وہ ان مکروں،ان کی حالتوں اور راستوں کو پہچانے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: الہام اور وسوسہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: اللہ پاک نے انسان کے دل پہ ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو اسے نیکی کی دعوت دیتا ہے،،اس فرشتے کو ملہم جبکہ اس کی دعوت کو الہام کہتے ہیں۔۔۔۔۔

فرشتے کے مقابلے میں ایک شیطان بھی مسلط ہے جو برائی کی دعوت دیتا ہے،،اس شیطان کو وسواس جبکہ اس کی دعوت کو وسوسہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا شیطان کبھی نیکی کی طرف بھی بلاتا ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، کبھی کبھی شیطان انسان کو نیکی کی طرف بھی بلاتا ہے لیکن اس میں بھی اس کا برا ارادہ ہوتا ہے،،وہ اس طرح کہ شیطان انسان کو چھوٹی نیکی کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ بڑی نیکی سے بچ سکے یا نیکی کی طرف اس لیے بلاتا ہے تاکہ اس نیکی کے ذریعے اسے بڑے گناہ تک لے جائے مثلا:::خود پسندی وغیرہ۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: خیالات کی چار اقسام ہیں:::

(1)وہ خیال جو ابتداء اللہ کی جانب سے بندے کے دل میں پیدا ہو اسے صرف خیال کہتے ہیں۔۔۔۔

(2)وہ خیال جو انسانی طبیعت کے مطابق دل میں پیدا ہو اسے خواہش نفس کہا جاتا ہے اور اس خیال کو نفس کی خواہش کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(3)وہ خیال جو ملہم نامی فرشتے کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو،،اسی کو الہام کہتے ہیں۔۔۔۔۔

(4)وہ خیال جو شیطان کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو،،اسے وسوسہ کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی کیا حیثیت ہے؟؟؟

جواب::: ابتداء اللہ پاک کی جانب سے پیدا ہونے والا خیال کبھی خیر کا ہوتا ہے اور کبھی شر کا،، خیر والا خیال عزت اور اتمام حجت کے لیے ہوتا ہے جبکہ شر والا خیال آزمائش اور مشقت کے لیے ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جو خیال """ملہم""" نامی فرشتے کی جانب سے ہو وہ بھلائی کا ہی ہوتا ہے،،جو خیال وسواس کی طرف سے ہو وہ شر اور گمراہی والا ہوتا ہے اور نفس سے پیدا ہونے والا خیال بھی برا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی انسان اچھے اور برے خیال میں فرق کرنا چاہے تو کیسے کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اچھے اور برے خیال میں فرق کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔۔۔۔

جو بھی خیال دل میں پیدا ہو اسے شریعت پہ پیش کرنا چاہیے اگر وہ شریعت کے موافق ہو تو اچھا ہے ورنہ برا ہے۔۔۔۔

اگر شریعت سے واضح نہ ہو تو پھر اس خیال کو بزرگان دین کی سیرت پہ پیش کرنا چاہیے،، اگر اس خیال کی وجہ سے ان کی پیروی ہوتی ہے تو وہ خیال اچھا ہے ورنہ بتا ہے۔۔۔۔۔

اگر اولیاء کی سیرت پہ پیش کرنے سے معاملہ واضح نہ ہو اسے نفس پہ پیش کیا جائے اور اگر نفس طبعی طور پر ناپسند کرے اور یہ ناپسندیدگی کسی خوف کی وجہ سے نہ ہو تو وہ خیال اچھا ہے ورنہ برا ہے۔۔۔۔۔۔

اگر نفس طبعی طور پر اس کی جانب مائل ہو اور اس میں اللہ سے کوئی امید اور رغبت نہ ہو تو وہ برا ہے کیونکہ نفس فطری طور پر خیر کی جانب مائل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص برے خیال میں اس لحاظ سے فرق کرنا چاہے کہ آیا وہ رحمانی ہے، نفسانی ہے یا پھر شیطانی ہے تو وہ کس طرح فرق کرے۔۔۔۔۔

جواب::: ان میں فرق کرنے کے لیے انسان کو تین جہتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے:::

(1) اگر وہ خیال ایک ہی حالت پہ برقرار ہے تو پھر وہ اللہ کی جانب سے ہے یا نفس کی جانب سے ہے اور اگر اس خیال میں شک پایا جائے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔۔۔۔۔

(2) اگر وہ خیال گناہ ہونے کے بعد دل میں آیا ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اسے برائی سے نفرت ہو،، پھر اگر یہ خیال گناہ کے بعد نہ ہو بلکہ ابتداء سے ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے کیونکہ وہ برائی کی دعوت سے ابتداء کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

(3) اگر اللہ کا ذکر کرنے سے وہ برائی کا خیال کم بھی نہیں ہوتا اور ختم بھی نہیں ہوتا تو وہ نفس کی جانب سے ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص اچھے خیال میں اس لحاظ سے فرق کرنا چاہیے کہ آیا وہ اللہ یا ملہم فرشتے کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے ہے تو وہ کیسے کرے؟؟؟

جواب::: ایسے شخص کو بھی تین جہتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے:::

(1) اگر وہ خیال قوی اور مضبوط ہو تو وہ اللہ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں تردد ہو تو وہ ملہم کی جانب سے ہے۔۔۔۔۔

(2) اگر وہ خیال عبادت یا اطاعت الہی کے بعد پیدا ہوا ہے تو وہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔۔۔۔۔۔

اور اگر وہ نیک خیال کسی عبادت یا اطاعت کے بعد نہیں بلکہ ابتداء سے پیدا ہو تو وہ ملہم کی جانب سے ہے۔۔۔۔۔

(3) اگر وہ نیک خیال اصول یا باطنی اعمال کے متعلق ہو تو اللہ کی جانب سے ہو گا اور اگر وہ فروع یا ظاہری اعمال کے متعلق ہو تو اکثر فرشتے کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ """ملہم"""" کا بندے کے باطنی اعمال سے کوئی لینا دینا نہیں بلکہ اس کا تعلق صرف ظاہری اعمال سے ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ اچھا خیال شیطان کی طرف سے ہے؟؟؟

جواب::: اگر اس خیال پہ عمل کرنے میں دل میں نشاط ہو خوف و خشیت نہ ہو، جلد بازی ہو صبر و تحمل نہ ہو، بے خوفی ہو کوئی کسہ قسم کا خوف نہ ہو، آخرت کی طرف نظر نہ ہو اور بے بصیرت ہو تو وہ خیال شیطان کی طرف سے ہو گا لہذا اس سے بچنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: جلد بازی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے لیکن وہ پانچ کام کون سے ہیں جن میں جلد بازی کا حکم دیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: وہ پانچ کام حدیث میں بیان ہوئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:::

(1)جب لڑکی بالغ ہو تو اس کی شادی کرنا

(2)جب قرض لازم ہو تو اسے ادا کرنا

(3)کوئی مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرنا

(4)مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنا

(5)گناہ ہو جانے پہ توبہ کرنا

سوال::: انسان کو عبادت سے روکنے کے لیے شیطان کتنے اور کون سے طریقے استعمال کرتا ہے؟؟؟

جواب::: شیطان سات حربے استعمال کرتا ہے:::

(1)شیطان بندے کو عبادت سے روکتا ہے لیکن اگر اللہ بندے کو بچا لے تو بندہ شیطان کو یہ کہ کر دور کر دیتا ہے""مجھے عبادت کی شدید حاجت ہے کیونکہ میں نے اس فانی دنیا سے ختم نہ ہونے والی آخرت کے لیے زادِ راہ جمع کرنا ہے۔۔۔۔

(2)شیطان اس کو عمل ٹالنے کا حکم دیتا ہے یعنی یہ کام کل کر لینا،،پس اگر اللہ پاک کی توفیق شامل حال ہو تو وہ بندہ اس سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(3)پھر شیطان اسے جلدی سے عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے،،اگر اللہ کا فضل ہو تو بندہ یہ کہ کر شیطان کو دور کرتا ہے""اطمینان و سکون کے ساتھ تھوڑا عمل نقصان کے ساتھ کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔۔۔۔۔۔

(4)پھر شیطان اسے ریاکاری پہ ابھارتا ہے لیکن اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے وہ بندہ یہاں سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(5)پھر وہ خود پسندی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے یعنی تم تو بہت نیک انسان ہو وغیرہ وغیرہ،،پس اللہ پاک کی عنایت سے بندہ اس حملے سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(6)پھر شیطان اس بندے سے کہتا ہے کہ ""تو چھپ کر عمل کر اور اللہ اسے لوگوں میں مشہور کر دے گا""،،پس اگر اللہ پاک بندے کی حفاظت کرے تو وہ شیطان کا رد کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

(7)آخرکار شیطان کہتا ہے کہ تمہیں نیک کام کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ تقدیر میں سب لکھا جاچکا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے اور کس نے جہنم میں جانا ہے،، یہاں بھی اللہ پاک اس بندے کو بچا لیتا ہے پس وہ بندہ شیطان کا رد کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

((العائق الرابع))

((النفس))

سوال::: انسان کے لیے اپنے نفس سے بچنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: نفس سب سے خطرناک دشمن ہے،، اس کی آفت بھی بہت سخت ہے کیونکہ اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1)یہ جسم کے اندر موجود ہوتا ہے اور چور جب گھر کا ہو تو اس سے بچنا اور مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2)نفس انسان کا محبوب ہے اور انسان اپنے محبوب کے عیوب پہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔۔۔۔

جب حالت یہ ہوگی کہ انسان نفس کی برائی کو اچھا سمجھے گا اس کے عیبوں سے در گزر کرے تو اگر اللہ پاک کا فضل شامل حال نہ ہوا تو وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: ہر مصیبت کی جڑ کیا ہے؟؟؟

جواب::: نفس ہر مصیبت کی جڑ ہے کیونکہ روز اول سے قیامت تک ہر فتنے کا سبب نفس ہی ہے،، ابلیس نے 80 ہزار سال عبادت کی لیکن خواہش نفس کی وجہ سے تکبر کر بیٹھا اور تو گمراہ ہو گیا،، حضرت آدم سے صادر ہونے والی لغزش میں بھی نفس کا حصہ تھا جس کی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا رضی اللہ عنہا جنت سے اتار دیئے گئے،، اس کے علاوہ دیگر واقعات مثلاً قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا، ہاروت ماروت کا قصہ ان تمام میں خواہش نفس ہی تھی۔۔۔۔۔۔

سوال::: نفس سے بچاؤ کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟؟؟

جواب::: نفس کا معاملہ انتہائی دشوار ہے،، دیگر دشمنوں کی طرح ایک ہی دفعہ نفس کو زیر کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس میں نقصان ہوگا،، اس کو زیر کرنے کا درمیانی طریقہ یہ ہے کہ نفس جس قدر نیکیوں کا بوجھ برداشت کر سکے اس پہ اتنا بوجھ ڈالا جائے اسے اس حد تک کمزور اور قید بنایا جائے جب تک معاملہ حد سے نہ بڑھے،، الغرض اس کا علاج کرنے کے لیے انتہائی باریک بینی کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: نفس کی خواہش کو کس طرح توڑا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے تین طریقے ہیں:::

(1)خواہشات سے روکنا،، کیونکہ اڑیل جانور کو جب کم چارہ ملتا ہے تو وہ نرم پڑ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2)نفس پہ عبادت کا بوجھ لادنا کیونکہ اگر چارہ کم دینے کے ساتھ ساتھ گدھے پہ بوجھ بڑھا دیا جائے تو وہ بے بس ہو کر قابو میں آجاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(3)نفس کے مقابلے میں اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔۔۔۔۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا:::

ترجمہ کنزالعرفان::: بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔۔۔۔

سوال::: تقوی کیا ہے؟؟؟

جواب::: تقوی ایک نادر خزانہ ہے اگر انسان اسے حاصل کرلے تو وہ ایک عظیم چیز کا مالک ہو جائے گا،، یعنی ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع کر کے تقوے کے نیچے رکھ دی گئی ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: تقویٰ کی کتنی خوبیاں ہیں؟؟؟

جواب::: اس کی بے شمار خوبیاں ہیں،، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:::

(1)تقوی اختیار کرنے والی کی تعریف کی جاتی ہے،، ارشاد باری تعالیٰ ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگار بنو تو یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔۔۔۔۔

(2)متقی کی اس سے دشمنوں سے حفاظت کی جاتی ہے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کا مکر و فریب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔۔۔

(3)متقی کی مدد کی جاتی ہے،، فرمان الٰہی ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔

(4)تقوی والے کو تکلیفوں سے نجات اور حلال رزق نصیب ہوتا ہے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا،، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔۔۔۔۔

(5)اس کے اعمال سنوارے جاتے ہیں،، اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔۔۔۔

(6)تقوی اپنانے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں،، اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ::: اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔۔۔۔

(7)اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے،، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:::

ترجمہ::: بے شک اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔

(8)اعمال قبول ہوتے ہیں:::

ترجمہ::: اللہ پرہیز گاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔۔۔۔

(9)تقوی والے کی عزت کی جاتی ہے:::

ترجمہ::: بے اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔۔۔۔۔

(10)موت کے وقت خوشخبری دی جاتی ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔۔۔۔۔

(11)تقویٰ والوں کو جہنم سے نجات ملے گی،،فرمان باری تعالیٰ ہے:::

ترجمہ کنزالایمان::: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے۔۔۔۔۔

(12)متقین ہمیشہ جنت میں رہیں گے:::

ترجمہ کنزالایمان::: پرہیزگاروں کے لیے تیار کرر کھی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: عبادت کا تقویٰ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: عبادت کی تین بنیادی باتوں کا تعلق تقوی کے ساتھ ہے:::

(1)تقوی کی وجہ سے متقین کو اللہ پاک کی توفیق اور مدد حاصل ہوتی ہے،،چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:::

ترجمہ::: بے شک اللہ متقین کے ساتھ ہے۔۔۔۔

ترجمہ::: وہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔۔۔۔۔

(3)اللہ پاک متقین کے اعمال قبول کرتا ہے:::

ترجمہ::: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔۔۔۔۔

پس اگر کوئی انسان اچھے طریقے سے عبادت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ تقوی کو اختیار کرے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف کے نزدیک عزت کس چیز میں ہے؟؟؟

جواب::: عزت صرف پرہیز گاری میں ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک کس کے اعمال قبول کرتا ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پاک متقین کے اعمال قبول کرتا ہے،،چنانچہ اس کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: اللہ متقین سے ہی قبول کرتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس چیز نے خوش کیا؟؟؟

جواب::: حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی کسی چیز سے خوش نہ ہوئے اور متقی وپرہیزگار کے سوا کسی نے آپ کو خوش نہیں کیا۔۔۔۔

سوال::: تقویٰ کی اہمیت بیان کریں۔۔۔

جواب::: اللہ پاک نے اپنے بندوں کو پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت کی،، چنانچہ اس کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور بیشک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی تاکید فرمادی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔۔۔

اس آیت سے تقوے کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ پاک سب سے بڑھ کر بندے کی بہتری کو جاننے والا ہے اور سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہے،، اگر تقوے سے بڑھ کر کوئی چیز بندے کے لیے بہتر ہوتی تو اللہ پاک ضرور اس کو اپنانے کا حکم دیتا،، پس معلوم ہوا کہ تقویٰ ہی وہ صفت ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف کے شیوخ نے تقوی کے کیا معنی بیان کیے ہیں؟؟؟

جواب::: انہوں نے فرمایا""دل کو اس گناہ کے خیال سے بھی پاک کیا جائے جو بندے نے پہلے نہ کیا ہو یہاں تک کہ بندہ گناہ چھوڑنے کے عزم کو اپنے اور گناہوں کے درمیان ڈھال بنالے۔۔۔۔۔

سوال::: قرآن کریم میں لفظ""تقوی"" کتنے اور کون سے معانی میں استعمال ہوا ہے؟؟؟

جواب::: قرآن کریم میں لفظ""تقوی"" تین معانی میں استعمال ہوا ہے:::

(1)خوف وخشیت کے معنی میں،، فرمان الٰہی ہے:::

ترجمہ::: اور مجھ ہی سے ڈرو۔۔۔۔۔

(2)اطاعت وعبادت کے معنی میں،، چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ::: اے ایمان والو!!! اللہ سے ایسے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔۔۔۔

حضرت ابن عباس اس آیت کا مطلب بیان فرماتے ہیں""اللہ کی اس طرح اطاعت کرو جس طرح اس کی اطاعت کرنے کا حق ہے""۔۔۔۔۔۔

(3)دل کو گناہوں سے بچانے کے معنی میں،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔۔۔۔

سوال::: تقویٰ کے کتنے اور کون سے درجے ہیں؟؟؟

جواب:: تقوی کے تین درجے ہیں:::

(1)شرک سے بچنا

(2)بدعت سے بچنا

(3)گناہوں سے بچنا

ان تینوں کو اللہ پاک نے ایک ہی آیت میں بیان فرمایا:::

ترجمہ کنزالعرفان::: جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان پر کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور اچھے عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیکیاں کریں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تقوی والوں کو متقی کیوں کہا گیا ہے؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""تقوی والوں کو متقی اس لیے کہا گیا ہے کہ انہوں نے ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دیا"""۔۔۔۔۔

((ترمذی،،کتاب صفۃالقیامۃ))

سوال::: صوفیاکے نزدیک تقوی کی کیا تعریف ہے؟؟؟

جواب::: تقویٰ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان کو اپنی دن میں نقصان کا ڈر ہو۔۔۔۔۔

سوال::: کتنی اور کون سی چیزوں کے ذریعے دین میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے؟؟؟

جواب::: دو چیزوں کے ذریعے دین میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے:::

(1)خالص حرام اور گناہ،،ان کے ذریعے دین کے نقصان کا اندیشہ ہے۔۔۔۔۔

(2)ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں میں مبتلا ہو جانا،،یہ دین میں اس لیے نقصان کا باعث ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان حرام کی جانب چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تقویٰ کی شرعی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: وہ شر جو انسان سے پہلے صادر نہ ہو دل کو ہر اس شر اور برائی سے ایسے پختہ ارادے کے ساتھ بچانا کہ وہ ارادہ انسان اور شر کے درمیان آڑ بن جائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: شر کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: شر کی دو اقسام ہیں

(1)اصلی شر

اس شر سے حرام ہونے کے اعتبار سے روکا گیا ہے،،اس شر سے بچنا فرض ہے لیکن اگر کوئی اس سے نہ بچا تو عذاب نار کا مستحق ہوگا۔۔۔اس شر سے بچنے والا تقوے کے پہلے درجے پہ فائز ہوگا۔۔۔۔۔

(2)غیر اصلی شر

یہ وہ شر ہے جس سے اصلاح و تنبیہ کی وجہ سے روکا کیا گیا ہو یعنی ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں میں مبتلا ہونے سے روکا گیا ہو،،اگر کوئی شخص اس شر سے نہ بچا تو اس سے قیامت کے دن حساب ہوگا،،اس سے بچنے والا تقوی کے بلند درجے پہ فائز ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نفس کو کس طرح تقوی کا عادی بنانا چاہیے؟؟؟

جواب::: نفس کو گناہوں سے باز رکھنا چاہیے،،ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں سے بچنا چاہیے،،اپنے پانچ اعضاء""آنکھ،کان،زبان،دل،پیٹ""کو برائیوں سے بچانا چاہیے،،جب ان پانچ اعضاء کو انسان گناہوں سے بچا لے گا تو امید ہے تمام اعضاء گناہوں سے بچ جائیں گے اور یوں انسان تقوی کا عادی ہو جائے گا۔۔۔۔۔

((الفصل الاول))

((العین))

سوال::: ہر فتنے اور آفت کا سبب کون ہے؟؟؟

جواب::: ہر فتنے اور آفت کا سبب آنکھ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آنکھ کے معاملے میں کتنے اور کون سے اصول یاد رکھنے ہوں گے؟؟؟

جواب::: اس معاملے میں تین اصولوں کو یاد رکھنا ہوگا۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے،بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔۔۔۔۔

اس آیت میں تین مطلب پائے گئے ہیں:::ادب سکھانا،تنبیہ کرنا،ڈرانا۔۔۔۔

""قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ""

آیت کے اس حصے میں ادب سکھایا گیا ہے اور غلام پہ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔۔۔۔

-ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ-

آیت کے اس حصے میں تنبیہ کی گئی ہے کہ آنکھوں کو جھکانا تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے کیونکہ آنکھیں قابو رکھنے سے انسان شہوت اور دیگر بری چیزوں سے محفوظ رہے گا اور حرام دیکھنے سے بھی بچا رہے گا۔۔۔۔

-اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ

آیت کے اس حصے میں ڈرایا گیا ہے کہ اے بندو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """عورت کے حسن وجمال کی طرف دیکھنا ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک ہے تو جس نے اسے ترک کیا اللہ اسے عبادت کا ایسا مزہ چکھائے گا جو اسے خوش کر دے گا۔۔۔۔۔

یعنی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص عبادت کی مٹھاس پانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کرے۔۔۔۔۔

(3) انسان کو اپنے تمام اعضاء پہ غور کرنا چاہیے کہ اس عضو کو کس لیے بنایا گیا ہے؟؟؟ انسان کے پاؤں جنتی باغات اور محلات کی سیر کے لیے بنائے گئے ہیں،، ہاتھ جنت کی شراب پینے کے لیے بنائے گئے ہیں اور یونہی آنکھیں اللہ پاک کے دیدار کے لیے بنائی گئی ہیں،، پس جس آنکھ سے اللہ کو دیکھنا ہو تو بندے کو چاہیے کہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے۔۔۔۔۔۔

((الفصل الثانی))

((الاُذن))

سوال::: کان کو بری اور فضول باتوں سے بچانا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس کی دو وجوہات ہیں

(1) سننے والا بولنے والے کا شریک ہوتا ہے لہذا بندے کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا سن رہا ہے؟؟؟

(2) فضول اور بری گفتگو سننے سے دل میں وسوسے آتے ہیں جس کی وجہ سے انسان بے چین ہو جاتا ہے اور اس کا عبادت میں دل نہیں لگتا،، پس ضروری ہے کہ اچھی چیز سنی جائے کیونکہ کانوں سے سنی گئی گفتگو پیٹ میں پڑنے والے کھانے کی طرح ہے،، اگر وہ کھانا اچھا ہوا تو انسان کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند ہو گا لیکن اگر وہ برا ہوا تو انسان کو نقصان دے گا،، یہی حساب گفتگو کا ہے کہ اچھی گفتگو سننے سے انسان کا اپنا فایدہ ہوتا ہے جبکہ بری گفتگو سننا انسان کو عیب دار بنا دیتی ہے،، لہذا کانوں کی حفاظت بھی انتہائی ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

((الفصل الثالث))

((اللسان))

سوال::: زبان کی حفاظت کرنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس کی حفاظت کرنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ انسانی جسم کے تمام اعضاء میں سے سب سے سرکش اور مضر عضو """زبان""" ہے۔۔۔۔۔۔

چنانچہ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا""آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟؟؟""آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان اقدس کو پکڑ کر فرمایا""اس کا""۔۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے زبان کے بارے میں کتنے اور کون سے اصول ذکر کیے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے اس بارے میں پانچ اصول ذکر کیے ہیں:::

(1)حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں""ہم تجھے خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے""۔۔۔۔۔۔

پس ثابت ہوا کہ زبان کے بولنے کا اثر تمام اعضاء پہ پڑتا ہے،، اگر کوئی اچھا بولے تو یہ توفیق الٰہی ہے اور اگر کوئی برا بولے تو ذلت ورسوائی ہو گی۔۔۔۔۔

(2)زبان کی حفاظت کر کے انسان کو اپنے وقت کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ زبان کے فضول استعمال کی وجہ سے انسان کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔۔۔۔

حضرت حسان بن سنان رحمۃاللہ علیہ ایک عمارت کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کب تعمیر کی گئی ہے؟؟؟ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا""اے دھوکے باز نفس تو فضول چیز کے بارے میں پوچھتا ہے؟؟؟""پھر آپ نے ایک سال کے روزے بطور سزا رکھے۔۔۔۔۔

(3)زبان کی حفاظت میں نیک اعمال کی حفاظت ہے کیونکہ بہت بولنے والا شخص غیبت اور دیگر برائیوں میں پڑ جاتا ہے،، جو شخص غیبت کرتا ہے اس کی مثال اس جیسی ہے جو اپنی نیکیوں کو منجنیق کے ذریعے چاروں سمت پھینک رہا ہے۔۔۔۔۔

کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃاللہ علیہ سے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے اسے تازہ کھجوروں سے بھرا ایک تھال بھیجا اور فرمایا کہ مجھے پتا چلا ہے تم نے اپنی نیکیاں مجھے تحفے میں دی ہیں تو میں چاہا اس کا بدلہ دے دوں۔۔۔۔۔۔

(4)زبان کی حفاظت میں دنیاوی آفات سے سلامتی حاصل ہوتی ہے،، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں""زبان سے ایسی بات مت نکال جس کی وجہ سے تیرے دانت توڑ دیے جائیں""ایک اور بزرگ کا فرمان ہے""اپنی زبان کو اتنا دراز مت کرو کہ تمہاری عزت خراب ہو جائے""۔۔۔۔۔

ایک مشہور کہاوت ہے""بہت سے الفاظ بندے سے کہتے ہیں کہ ہمیں منہ سے مت نکالو""۔۔۔۔۔

پس ہمیں چاہیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کریں۔۔۔۔۔۔

(5)زبان کی حفاظت کاایک اچھاطریقہ یہ ہے کہ انسان اخروی عذاب کو یاد کرے کہ اگر زبان کی حفاظت نہ کی گئی تواللہ کاعذاب برداشت کرناپڑے گا۔۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے جہنم میں کچھ لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا،،میں نے پوچھاجبریل یہ کون ہیں؟؟؟""انہوں نے کہایہ لوگوں کاگوشت کھانے والے((یعنی غیبت کرنے والے)) ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال:: علماءاور طلباء کی توہین کرنے والوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیافرمایا؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""علماءاور طلباءسے اپنی زبانوں کوروکے رکھواور اپنی زبان سے لوگوں کی آبرو ریزی نہ کروورنہ جہنم کے کتے تمہیں پھاڑڈالیں گے""۔۔۔۔۔۔

سوال:: کیاہمیں جائز گفتگو بھی نہیں کرنی چاہیے؟؟؟

جواب:: ایسی گفتگو جوجائز ہولیکن فضول ہواس سے پرہیز کرناچاہیے،،اس کی چاروجوہات درج ذیل ہیں:::

(1)فضول گفتگو کرکے کراماکاتبین کولکھنے کی تکلیف نہیں دینی چاہیے بلکہ بندے کوحیاکرنی چاہیے۔۔۔۔۔

(2)اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسانامہ اعمال پیش کرنے سے بچناچاہیے جس میں فضول باتیں درج ہوں۔۔۔۔۔

(3)قیامت کے دن فضول باتوں سے پراعمال نامہ رب کے سامنے پڑھناہوگا،،اس وقت ساری مخلوق جمع ہوگی اور چاروں طرف ہولناکی اور سختی ہوگی،،پس اس وقت یہ اعمال نامہ پڑھنابہت مشکل ہوگالہذاہمیں فضول گفتگو سے پرہیز کرناچاہیے۔۔۔۔۔

(4)قیامت کے دن انسان کواپنی اس فضول گفتگوپہ انتہائی شرمندگی ہوگی پس بہتر ہے کہ اس شرمندگی سے بچنے کے لیے ہم فضول گفتگو سے پرہیز کریں۔۔۔۔۔

((الفصل الرابع))

((القلب))

سوال::: اعضاء میں سے کس کی اصلاح سب سے زیادہ پرخطر اور پیچیدہ ہے؟؟؟

جواب::: دل کی اصلاح سب سے زیادہ پرخطر اور پیچیدہ ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے دل کی اصلاح کے کتنے اور کون سے اصول بیان کیے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے دل کی اصلاح کے پانچ اصول بیان کیے ہیں:::

(1)انسان کو یہ بات سوچنی چاہیے کہ اللہ عزوجل دلوں کے حالات سے واقف ہے جیساکہ اللہ پاک کافرمان ہے:::

ترجمہ::: اوراللہ تمہارے دل کی باتیں جانتاہے۔۔۔۔۔

پس انسان کو چاہیے کہ عبرت حاصل کرے اور اپنے دل کی اصلاح کرے۔۔۔۔۔۔

(2) اللہ پاک کی نظر انسان کے دل پہ ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا::: اللہ تمہاری صورتوں اور کھالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمالوں کو دیکھتا ہے۔۔۔۔

تعجب ہے اس انسان پہ جو لوگوں کو نظر آنے والی چیز یعنی چہرے کو تو صاف رکھتا ہے لیکن جہاں خدا دیکھتا ہے ((یعنی دل)) اس کی صفائی کی جانب دھیان نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔

(3) اگر کسی علاقے کا پیشوا صحیح ہو تو اس کی رعایا بھی صحیح ہو گی اسی طرح دل تمام انسانی اعضاء کا سردار ہے پس اگر وہ درست ہو گیا تو سارا جسم درست ہو گا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو تو پورا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے"""۔۔۔۔۔۔

پس اس لیے انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کی اصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔۔۔۔۔۔

(4) دل ایک تجوری کی طرح ہے اس میں عقل، اللہ عزوجل کی معرفت، عمدہ اخلاق اور انواع قسم کے علوم و معارف ہیں،، پس جس طرح انسان اپنے دنیاوی خزانے کی تجوری کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح اسے چاہیے کہ دل کی بھی حفاظت کرے کہیں یہ چیزیں چلی نہ جائیں۔۔۔۔۔۔

(5) پانچویں اصول میں مصنف نے مزید پانچ احوال بیان فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:::

پہلا یہ ہے کہ دشمن یعنی شیطان اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دل کو تباہ کرنے کے درپے ہے،، الہام اور وسوسہ دونوں دل میں ہی پیدا ہوتے ہیں پس انسان کو چاہیے کہ اس کی اصلاح پہ توجہ کرے اور شیطان سے بچائے۔۔۔۔۔

دوسرا یہ ہے کہ عقل اور خواہش دونوں دل میں لڑ رہی ہیں یعنی دل ایک میدان جنگ بنا ہوا ہے،، لہذا ضروری ہے اس سرحدی علاقے کی حفاظت کی جائے۔۔۔۔۔

تیسرا یہ ہے کہ دل کے عوارضات کافی زیادہ ہیں جن کا مقابلہ کرنا انتہائی مشکل ہے اور یہ مقابلہ شدید محنت کے ساتھ ہی ہو گا۔۔۔۔۔۔

چوتھا یہ ہے کہ دل پوشیدہ چیز ہے اس لیے اس کا علاج کرنا آسان نہیں ہے،، لہذا انسان کو چاہیے کہ اس مقصد کے لیے طویل مجاہدات کرے۔۔۔۔۔

پانچواں یہ ہے کہ دل بہت جلدی بدل جاتا ہے اس لیے انسان کو چاہیے دل کے معاملے میں غور کرے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: دل کی سب سے چھوٹی اور انتہائی لغزش کون سی ہے؟؟؟

جواب::: دل کی سب سے چھوٹی لغزش یہ ہے کہ یہ سخت ہو جائے اور غیر اللہ کی جانب متوجہ ہو جائے جبکہ انتہائی لغزش یہ ہے کہ اس پر کفر کی مہر لگ جائے،، اسی وجہ سے اللہ عزوجل کے خاص بندے دل کے بارے میں خوفزدہ رہتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: علماء آخرت نے دل کی آفات سے بچنے کے لیے کیا تحریری کام کیا؟؟؟

جواب:: علماء آخرت نے اس پہ کتب لکھیں اور دل کی اصلاح کے لیے 90 عمدہ صفات بیان کیں جن کا انسان محتاج ہے اور اس کے مقابلے میں 90 بری چیزیں ذکر کیں جن سے بچنا انسان کے لیے ضروری ہے۔۔۔۔

((دل کی آفات کا بیان))

سوال::: مصنف نے دل کی کون سی چار آفات اور چار خوبیاں بیان فرمائیں؟؟؟

جواب:::

چار آفات:::

(1) لمبی امید (2) جلد بازی (3) حسد (4) تکبر

چار خوبیاں:::

(1) چھوٹی امید (2) معاملات میں بردباری (3) مخلوق سے خیر خواہی (4) عاجزی وانکساری

سوال::: لمبی امید کی وجہ سے انسان کتنی اور کون سی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے؟؟؟

جواب::: لمبی امید کی وجہ سے انسان چار قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:::

(1) انسان کی عبادت میں سستی پیدا ہو جاتی ہے،، وہ سوچتا ہے کل سے شروع کروں گا۔۔۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں """ لمبی امید ہر بھلائی سے دور کرتی ہے،، لالچ ہر حق سے روکتی ہے،، صبر ہر کامیابی تک پہنچاتا ہے اور نفس ہر برائی کی دعوت دیتا ہے۔۔۔۔۔

(2) لمبی امید کی وجہ سے انسان توبہ میں تاخیر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ موت اسے اچک لیتی ہے۔۔۔۔۔

(3) انسان آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور مال و دولت کمانے میں لگا رہتا ہے تاکہ میں کسی کا محتاج نہ ہو جاؤں۔۔۔۔

(4) انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کو بھول جاتا ہے۔۔۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے """ مجھے تم پر سب سے زیادہ دو چیزوں کا خوف ہے::: لمبی امید اور خواہش کی پیروی،، سنو!!! لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی حق بات سے روکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق دنیا کے کتنے دن ہیں؟؟؟

جواب::: آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دنیا کے تین دن ہیں:::

(1)ایک گزشتہ کل جو گزر گیا اور اس میں تمہارا کوئی اختیار نہیں۔۔۔

(2)دوسرا آنے والا کل،، تم نہیں جانتے کہ اسے پا سکو گے یا نہیں؟؟؟

(3)وہ دن جس میں تم موجود ہو اور اسی کو غنیمت جانو((اور نیک اعمال کرو))

سوال::: انسان کتنے سانسوں کا مالک ہے؟؟؟

جواب::: ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا تین سانسوں کی ہے،، ایک سانس وہ ہے جو تم لے چکے ہو اور اس میں جو عمل کرنا تھا تم کر چکے ہو،، دوسرا سانس وہ ہے جو تم لے رہے ہو اور اسی کے تم مالک ہو،، تیسرا سانس وہ ہے جو ابھی تک نہیں آیا اور تم نہیں جانتے کہ اسے لے سکو گے یا نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک ماہ کے ادھار پہ باندی خریدی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا""کیا تمہیں ایک ماہ کی باندی ادھار خریدنے والے اسامہ پہ تعجب نہیں؟؟ بے شک وہ لمبی امیدیں لگانے والا ہے،، اللہ کی قسم!!! میں نے جب بھی قدم رکھا تو اٹھانے سے پہلے اور جب بھی لقمہ منہ میں رکھا تو نگلنے سے پہلے یہی گمان کیا کہ شاید ابھی مجھے موت آجائے،، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے!!! بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آکر رہے گی اور تم عذاب الٰہی کو نہیں ٹال سکتے۔۔۔۔۔

((حسد کا بیان))

سوال::: وہ کون سے چھ لوگ ہیں جو چھ چیزوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""چھ قسم کے لوگ چھ چیزوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے:::

(1)عرب عصبیت کی وجہ سے

(2)حکمران ظلم کی وجہ سے

(3)سردار تکبر کی وجہ سے

(4)تاجر خیانت کی وجہ سے

(5)دیہات والے جہالت کی وجہ سے

(6)علماء حسد کی وجہ سے

سوال::: حسد کے پانچ نقصانات بیان کریں۔۔۔

جواب::: (1)نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو-----

(2)انسان گناہ اور برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے-----

(3)انسان بے فائدہ تھکاوٹ اور بلا وجہ کے رنج وغم کا شکار ہو جاتا ہے---- حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"""میں نے حاسد سے زیادہ مظلوم کے ساتھ مشابہت رکھنے والا کوئی ظالم نہیں دیکھا،،وہ ہر وقت احساس کمتری،پریشانی اور غم میں مبتلا رہتا ہے------

(4)حاسد کا دل اندھا ہو جاتا ہے----

(5)حاسد محروم اور رسوا ہوتا ہے،،نہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اور نہ دشمن کا کچھ بگاڑ سکتا ہے-----

سوال::: حاسد کی نشانیاں بیان کریں----

جواب::: حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاسد کی تین نشانیاں ہیں:::

(1)سامنے چاپلوسی کرنا

(2)پیٹھ پیچھے غیبت کرنا

(3)دوسرے کی مصیبت پہ خوش ہونا

((جلد بازی کا بیان))

سوال::: جلد بازی کی وجہ سے بندہ کن مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کی وجہ سے انسان چار مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:::

(1)عبادت گزار نیکی اور استقامت کے کسی مقام تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اسے پانے میں جلدی کر جاتا ہے حالانکہ ابھی اسے پانے کا وقت نہیں ہوتا،،پس نتیجتاً وہ اس سے محروم رہ جاتا ہے------

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""ہمارا یہ دین بہت نرم ہے لہذا نرمی کے ساتھ اس میں آگے بڑھو کیونکہ کسان نہ تو زمین کو بلکل اکھاڑ دیتا ہے اور نہ ہی اس کا اوپر والا حصہ پہلے جیسا چھوڑتا ہے-------

(2)عبادت گزار کو اللہ سے کوئی حاجت ہوتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے لیکن وہ وقت قبولیت کا نہیں ہوتا پس وہ یہ دیکھ کر سست اور مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے------

(3)کوئی انسان کسی پہ ظلم کرتا ہے تو مظلوم غصہ میں آکر بد دعا کرنے میں جلدی کرتا ہے جس کے نتیجے میں ایک مسلمان ہلاک ہو جاتا ہے------

(4)انسان جب اپنے معاملات میں جلد بازی کرتا ہے تو وہ غلطیاں کرتا ہے حتی کہ وہ حرام اور مشتبہ چیزوں میں جا پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔

((تکبر کا بیان))

سوال::: تکبر کس چیز کو بگاڑتا ہے؟؟؟

جواب::: دیگر آفات کی طرح تکبر صرف اعمال کو نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دین اور عقیدے کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تکبر سے انسان کتنی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: تکبر سے انسان چار مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:::

(1)انسان حق سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل کی آیات کو نہیں پہچانتا، چنانچہ فرمان باری تعالی ہے:::

ترجمہ::: اور میں اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

(2)اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے،، چنانچہ قرآن میں ہے:::

ترجمہ::: بے شک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔

(3)متکبر کو دنیا و آخرت میں ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ تکبر کرنے والے کو اللہ عزوجل اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک وہ اپنے گھر والوں اور نوکروں میں سے سب سے کم تر شخص کے ہاتھوں ذلیل نہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔

(4)تکبر کرنے والا آخرت میں عذاب کا مستحق ہو گا۔۔۔۔۔۔

حدیث قدسی میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے تو جو ان دونوں میں سے کسی ایک کو لینے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: کس چیز کو یاد کر کے انسان لمبی امید سے چھٹکارا پا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: موت کو یاد کر کے انسان لمبی امید سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔۔۔۔۔

((حسد کی حقیقت))

سوال::: حسد، رشک اور غیرت کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اپنے مسلمان بھائی سے اللہ کی ایسی نعمتیں چھن جانے کی تمنا کرنا جن میں اس کی بھلائی ہے اسے حسد کہتے ہیں۔۔۔۔۔

اگر چھن جانے کی تمنا نہ ہو بلکہ یہ ارادہ کرے کہ جیسی اس کے پاس ہے ویسی مجھے مل جائے تو یہ رشک ہے۔۔۔۔۔

حدیث مبارک """لا حسد الا فی اثنتین""" میں حسد سے مراد رشک ہے۔۔۔۔۔

اگر اس نعمت کے چھن جانے میں مسلمان کی بہتری ہے تو اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرنا غیرت کہلاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حسد کی ضد کیا ہے؟؟؟

جواب::: حسد کی ضد خیر خواہی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: یہ کیسے پتا چلے گا کہ اس نعمت میں مسلمان کے لیے بھلائی ہے یا نہیں؟؟؟

جواب::: بعض اوقات انسان کو غالب گمان ہوتا ہے کہ یہ چیز میرے بھائی کے لیے بہتر ہے یا نہیں اس صورت میں اس غالب گمان پہ عمل کرے اور اگر غالب گمان نہ ہو بلکہ معاملہ مشکوک ہو کہ پتا نہیں یہ نعمت اس کے لیے بہتر ہے یا نہیں؟؟؟ تو اس صورت میں نہ چھن جانے کی تمنا کرنی چاہیے اور نہ پاس رہنے کی،، بلکہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حسد سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اپنے اندر خیر خواہی کا جذبہ بیدار کر کے حسد سے بچا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

((امید کی حقیقت))

سوال::: لمبی امید کی تعریف بیان کریں۔۔۔

جواب:: یقینی طور پر لمبے عرصے تک زندہ رہنے کے ارادے کو لمبی امید کہتے ہیں اور اگر اس میں یقین شامل نہ ہو بلکہ ارادے کی قید لگا دی جائے مثلاً یوں کہا جائے ""جب تک اللہ نے چاہا تب تک میں زندہ رہوں گا"" تب یہ لمبی امید نہیں کہلائے گی۔۔۔۔

سوال::: امید کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: امید کی دو اقسام ہیں:::

(1)عوام کی امید

عوام کی امید یہ ہے کہ انسان دنیا کمانے اور اس سے نفع اٹھانے کے لیے زندہ رہنے کی امید کرے اور یہ امید خالص گناہ ہے۔۔۔۔

(2)خواص کی امید

خواص کی امید یہ ہے کہ انسان کوئی نیک کام کرنے کے لیے زندہ رہنے کی امید کرے جو نیک کام اس وقت اس کے بس میں نہیں ہے ،،انسان کو چاہیے کہ اس نیک کام کرنے کا قطعی ارادہ نہ کرے بلکہ یوں کہے ""اگر اللہ نے چاہا تو میں یہ نیک کام کروں گا""۔۔۔۔۔۔

سوال::: اچھی نیت کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: کسی نیک عمل کا آغاز پختہ ارادے سے کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ اسے پورا کرنا اللہ کے سپرد ہے اور اس کی مرضی پہ موقوف ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: یہ کیسے درست ہے کہ انسان کسی نیک کام کو شروع کرنے میں اپنا پختہ ارادہ شامل کر لے اور پھر پورا ہونے کو اللہ کے سپرد کر دے؟؟؟

جواب::: عمل کی ابتداء میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ بندہ عمل شروع کرنے سے پہلے اس حال میں ہوتا ہے کہ وہ کوئی بھی عمل شروع کر سکتا ہے اس سے کچھ بھی دور نہیں ہوتا جبکہ عمل کے اختتام میں خطرات ہوتے ہیں،،اس کی وجہ یہ ہے کہ اختتام کرنا بندے کے بس میں نہیں ہوتا اور عمل کے اختتام تک دو خطرے لاحق ہو جاتے ہیں::: (1) پتا نہیں یہ کام اپنے اختتام کو پہنچے گا یا نہیں ؟؟؟ (2) پتا نہیں یہ کام درست بھی ہے یا نہیں ؟؟؟

لہذا عمل کے اختتام تک پہنچنے کے لیے اللہ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

((جلد بازی کی حقیقت))

سوال::: جلد بازی کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: جلد بازی دل میں موجود ایسی کیفیت کا نام ہے جو کسی کام کا دل میں خیال آتے ہی اسے کرنے پہ ابھارے،،نہ اس میں کوئی غور و فکر کرے اور نہ تحقیق۔۔۔۔

سوال::: جلد بازی کی ضد کیا ہے ؟؟؟

جواب::: جلد بازی کی ضد وقار ہے،،یہ بھی دل کی کیفیت کا نام ہے جو بندے کو کام میں غور و فکر اور احتیاط کرنے پہ ابھارتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: توقف کی ضد بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: توقف کی ضد تعسف ہے یعنی بغیر سوچے سمجھے کام شروع کر دینا۔۔۔۔۔

سوال::: جلد بازی کو کیسے ختم کیا جائے ؟؟؟

جواب::: انسان کو جلد بازی کے نقصانات اور صبر و تحمل کے فوائد یاد کرنے چاہیے،،ان شاءاللہ عزوجل اس بری عادت سے چھٹکارا ملے گا۔۔۔۔۔

((تکبر کی حقیقت))

سوال::: تکبر و تواضع کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: نفس کی بلندی اور برتری کے خیال کو """کبر""" کہتے ہیں اور اسی سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔۔۔

نفس کو کمتر اور حقیر جاننے کے خیال کو تواضع کہتے ہیں اور اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تکبر اور تواضع کی کتنی اقسام ہیں ؟؟؟

جواب::: تواضع کی دو اقسام ہیں:::

(1) عام تواضع

(2)خاص تواضع

تکبر کی بھی دو اقسام ہیں:::

(1)عام تکبر

(2)خاص تکبر

عام تواضع یہ ہے کہ معمولی لباس، سواری اور رہائش پہ اکتفاء کرنا،، اور خود کو اس کا اہل سمجھنا عام تکبر ہے۔۔۔۔۔۔

خاص تواضع یہ ہے کہ ہر درجے کا انسان خود کو حق بات قبول کرنے کا عادی بنائے،، اور ایسا کرنے کی بجائے خود کو برتر سمجھنا خاص تکبر ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تواضع پیدا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟؟؟

جواب::: تواضع پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے آغاز اور اختتام کو یاد کرے اور فی الوقت جن آفتوں اور گندگیوں میں گھرا ہوا ہے انہیں یاد کرے۔۔۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں """تمہاری ابتداء ایک ناپاک قطرہ اور انتہاء ایک بدبودار لاش ہے اور ان دونوں حالتوں کے درمیان تم پاخانہ اٹھائے ہوئے ہو"""۔۔۔۔۔

((پانچویں فصل))

((پیٹ اور اس کی حفاظت کا بیان))

سوال::: انسانی اعضاء میں قوت، کمزوری اور شہوت وغیرہ کہاں سے ابھرتی ہے؟؟؟

جواب::: یہ ساری چیزیں پیٹ سے ابھرتی ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: پیٹ کو حرام اور مشتبہ غذا سے بچانا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: پیٹ کو حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچانا تین وجوہ سے ضروری ہے:::

(1)جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے::: ترجمہ::: بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔۔۔۔۔

(2)حرام غذا کھانے والا بارگاہ الٰہی سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اسے عبادت کی توفیق نہیں دی جاتی۔۔۔۔۔

(3)حرام غذا کھانے والا نیک عمل سے محروم ہوتا ہے اور اتفاق سے اگر کوئی نیک کام کر لے تو وہ قبول نہیں کیا جاتا بلکہ رد کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""رات کو عبادت کرنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جنہیں بیداری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور بہت سے روزہ داروں کو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: ضرورت سے زائد حلال کھانے کی کتنی اور کون سی آفات ہیں؟؟؟ تفصیلاً بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس کی دس آفات ہیں:::

(1)زیادہ کھانے سے دل سخت ہوتا ہے اور اس کا نور چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""زیادہ کھا پی کر اپنے دل کو مردہ مت کرو کیونکہ دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح کھیتی میں پانی زیادہ ڈالا جائے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

(2)زیادہ کھانے سے اعضاء میں شر انگیزی پیدا ہوتی ہے وہ فضولیات کی طرف بڑھتے ہے۔۔۔۔

یعنی آدمی کا جس طرح کا کھانا ہو گا وہی چیز باہر آئے گی،،اگر اندر حرام ہے تو باہر بھی حرام نکلے گا اور اگر اندر فضول ہے تو باہر بھی فضول نکلے گا۔۔۔۔۔۔

(3)زیادہ کھانے سے فہم وفراست میں کمی ہوتی ہے کیونکہ شکم سیری ذہانت کو ختم کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

(4)زیادہ کھانے سے عبادت میں کمی ہوتی ہے کیونکہ انسان جب زیادہ کھاتا ہے تو اس کی طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے اور نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں"""عبادت ایک پیشہ ہے اس کی دکان تنہائی ہے اور اس کا آلہ بھوک ہے"""۔۔۔۔۔۔

(5)عبادت کی حلاوت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے"""میں جب اسلام لایا پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ اپنے رب کی عبادت کی مٹھاس پا سکوں اور اپنے رب سے ملاقات کے شوق میں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا"""۔۔۔۔۔۔

(6)زیادہ کھانے سے حرام یا مشتبہ میں پڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔۔۔۔

(7)زیادہ کھانے سے دل اور بدن مصروف رہتے ہیں اور اس سے طرح طرح کی بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""ہر بیماری کی جڑ بد ہضمی ہے اور ہر دوا کی اصل پرہیز ہے"""۔۔۔۔۔۔

(8)زیادہ کھانا موت کی سختیوں اور آخرت میں پیش آنے والے امور کا بھی ایک سبب ہے،،روایت میں آیا ہے"""موت کی سختیاں زندگی کی لذت کے مطابق ہوں گی جس کی لذتیں زیادہ ہوں گی اس کی سختیاں بھی زیادہ ہوں گی"""۔۔۔۔۔۔

(9)زیادہ کھانا اخروی ثواب میں کمی کا باعث ہے۔۔۔۔۔

چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے (تو کہا جائے گا) تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے تو آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

(10) زیادہ کھانے کے سبب آخرت میں حساب و کتاب کے لیے رکنا پڑے گا کیونکہ دنیا کے حلال پر حساب، حرام پہ عذاب اور اس کی زینت پہ آخرت میں خسارہ اور نقصان ہوگا۔۔۔۔۔

سوال::: حرام اور مشتبہ کی تعریف کریں نیز ان سے بچنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: بعض علماء کا کہنا ہے کہ جس چیز کے متعلق یقین ہو کہ شریعت نے اس سے منع کیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں غالب گمان ہو کہ شریعت نے اس سے روکا ہے تو وہ مشتبہ ہے۔۔۔۔۔۔

جبکہ بعض کا کہنا ہے جس کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو کہ اس سے شریعت نے منع کیا ہے وہ حرام ہے کیونکہ غالب گمان یقین کے درجہ میں ہوتا ہے اور اگر کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں شک ہو اور ان میں سے کوئی بھی دوسری پہ ترجیح نہ پا رہی ہو تو وہ شبہ والی چیز ہے۔۔۔۔۔۔

حرام سے بچنا فرض ہے جبکہ شک والی چیز سے بچنا تقوی اور پرہیز گاری ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حکمرانوں کے تحفے قبول کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں علماء کے پانچ اقوال مندرجہ ذیل ہیں:::

(1) بعض نے کہا کہ جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو اسے لینا جائز ہے۔۔۔۔۔۔

(2) کچھ کا کہنا ہے کہ جس کے حلال ہونے کے بارے میں یقین نہ ہو اسے لینا جائز نہیں۔۔۔۔۔

(3) کچھ نے کہا کہ حکمرانوں کے تحفے لینا ہر امیر غریب کے لیے جائز ہے کیونکہ ان کا حرام ہونا یقینی نہیں اور وبال دینے والے پہ ہوگا،، اس کی دلیل دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصر کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا۔۔۔۔۔۔

(4) بعض کا کہنا ہے کہ امیر و غریب کسی کو بھی حکمرانوں سے تحفہ لینا جائز نہیں کیونکہ غالباً ان کی کمائی حرام ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

(5) بعض کا کہنا ہے کہ جس کے حرام ہونے کے بارے میں یقین نہ ہو وہ فقیر کے لیے جائز ہے اور امیر کے لیے ناجائز ہے ہاں اگر فقیر کو معلوم ہو یہ مال غصب شدہ ہے تو اسے بھی لینا جائز نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: جو بخوشی مسلمان ہو اور قرآن حفظ کرے تو اسے کیا دینا چاہیے؟؟؟

جواب::: مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے""جو بخوشی مسلمان ہو اور قرآن حفظ کرے تو اسے مسلمانوں کے بیت المال سے سالانہ دو سو دراھم دیئے جائیں اگر دنیا میں نہ لے تو آخرت میں لے گا""۔۔۔۔۔۔

سوال::: تاجروں کے تحفے قبول کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اگر کسی انسان کا ظاہری شرعی حال پاک وصاف ہے تو اس سے تحفہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: حلال وحرام کے بارے میں شریعت اور ورع کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس کا ظاہر درست ہو اسے قبول کرلو اور سوال مت کرو،، ہاں اگر حرام ہونے کا یقین ہو تو مت لو۔۔۔۔۔

ورع کا حکم یہ ہے کہ کسی چیز کو لینے سے پہلے خوب چھان بین کرلو جب تک شبہ ختم نہ ہو تب تک اسے قبول نہ کرو اور اگر شبہ ہو تو واپس کردو۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو مشتبہ دودھ پلایا تو آپ کا کیا ردعمل تھا؟؟؟

جواب::: ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو دودھ پیش کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے نوش فرمالیا۔۔۔ غلام نے عرض کی """میں نے جب بھی آپ کو کوئی چیز دی تو اس کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے مگر اس دودھ کے بارے میں کیوں نہیں پوچھا؟؟؟""" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا""بتاؤ یہ کہاں سے آیا ہے؟؟؟""" ،، غلام نے عرض کی::: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص پہ منتر پھونکا تھا اس نے آج اس کے بدلے یہ دیا ہے۔۔۔۔

یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قے کردی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا"""الٰہی میں یہی کرسکتا ہوں،، جو رگوں میں رہ گیا تو اسے معاف فرمادے"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا شریعت اور ورع میں کوئی فرق ہے؟؟؟

جواب::: حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں مگر بات یہ ہے کہ شریعت کے دو حکم ہوتے ہیں ایک جائز ہونے کا اور دوسرا افضل اور بہتر ہونے کا،، جائز کو شریعت کا حکم کہتے ہیں اور افضل کو ورع کا حکم کہا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: تقویٰ کے راستے پہ چلنے کی کیا شرط ہے؟؟؟

جواب::: اس راستے پہ چلنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے نفس اور دل کو تکالیف برداشت کرنے کے لیے تیار کرے ورنہ اس راہ پہ نہیں چل سکے گا۔۔۔۔۔

سوال::: حلال کی کتنی اور کون سی حالتیں ہیں؟؟؟

جواب::: حلال کی تین حالتیں ہیں:::

(1) پہلی حالت یہ ہے کہ انسان فخر وغرور کے لیے مباح اور حلال کمائے،، یہ نافرمانی والا فعل ہے اس وجہ سے اسے قیامت کے دن روکا جائے گا حساب لیا جائے گا اور ملامت کی جائے گی۔۔۔۔۔

(2)حلال کو بندہ اپنی نفسانی خواہشات کے لیے حاصل کرے،،اگر یہی مقصد ہو تو یہ برائی ہے اور اس پہ حساب ہو گا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔۔۔۔۔

(3)انسان ثواب کی نیت سے حلال حاصل کرے اور اسی پہ اکتفاء کرے،،اس پہ نہ عذاب ہو گا اور نہ حساب بلکہ وہ تعریف کا مستحق ہو گا۔۔۔۔۔۔

اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: ان لوگوں کے لیے ان کے کمائے ہوئے اعمال سے حصہ ہے۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا""" جس نے بھیک سے بچنے، پڑوسی پہ مہربانی کرنے، اور اپنے گھر والوں کی روزی کی خاطر حلال دنیا طلب کی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: مباح((یعنی جائز چیز کو حاصل کرنا)) کس وقت نیکی قرار پائے گا؟؟؟

جواب::: اس کی دو شرطیں ہیں:::

(1)حال

اگر کسی شخص کی ایسی حالت ہو کہ اگر اس نے مباح حاصل نہیں کیا تو اس کی وجہ سے سنت یا فرض چھوٹ جائے گا تو اب اس مباح کو حاصل کرنا اسے چھوڑنے سے افضل ہے۔۔۔۔۔

(2)ارادہ

اگر اس مباح کے ذریعے عبادت تک پہنچنا مقصود ہو تب بھی وہ نیکی بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا حلال دنیا کو اپنی خواہش کے لیے حاصل کرنے پہ گناہ یا عذاب ہو گا؟؟؟

جواب::: اس پہ نہ عذاب ہو گا اور نہ گناہ بلکہ اس پہ ملامت کی جائے گی اور حساب لیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: قیامت کے دن مال کا حساب کس طرح لیا جائے گا؟؟؟

جواب::: قیامت کے دن پوچھا جائے گا یہ مال کہاں سے کمایا؟؟؟ کہاں خرچ کیا؟؟؟ اور اس سے تمہارا کیا ارادہ تھا؟؟؟

سوال::: اللہ عزوجل نے اس دنیا کے حلال کو حاصل کرنا ہمارے لیے جائز قرار دیا ہے،، پس اس کو حاصل کرنے پہ ملامت کیوں کی جائے گی؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، اگر دنیا میں مشغولیت کی وجہ سے وہ عبادت میں سستی برتے گا تو اس پہ اس کا حساب و کتاب لیا جائے گا،، پس اسے چاہیے کہ اس دنیا کے حلال کو عبادت کرنے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے حاصل کرے تاکہ گناہ و عذاب سے بچ کر ثواب کا مستحق ہو سکے۔۔۔۔۔۔

((فصل))

((دنیا، مخلوق، شیطان اور نفس کے علاج کا بیان))

سوال::: دنیا سے کیوں بچنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: انسان کی تین حالتیں ہیں:::

(1) اگر وہ ذہین ہے تو اس کی نصیحت کے لیے یہی کافی ہے کہ دنیا اللہ کی دشمن ہے اور اللہ اس انسان کا دوست ہے پس اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل کی خاطر دنیا چھوڑ دے۔۔۔۔۔

(2) اگر وہ عبادت کرنے والا ہے تو اس کے لیے یہی نصیحت کافی ہے کہ دنیا عبادت سے غافل کر دے گی،، پس اسے چاہیے کہ دنیا سے دور رہے کہیں عبادت میں سستی پیدا نہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔

(3) اگر انسان کے پاس بصیرت نہیں ہے تو اسے اس بات سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ دنیا فنا ہونے والی ہے لہذا اس سے بچنے میں ہی عافیت ہے۔۔۔۔۔

سوال::: شیطان کے شر سے بچنے کے لیے ہمیں کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: شیطان کے شر سے بچنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ اللہ عزوجل سے پناہ مانگیں بلکہ اس کی تلقین اللہ پاک نے خود قرآن میں فرمائی ہے:

ترجمہ::: اور تم عرض کرو: اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ شیطان میرے پاس آئیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: مخلوق سے بچنے کا طریقہ سپرد قلم کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مخلوق سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ مخلوق سے دور رہے کیونکہ اگر مخلوق سے میل جول رکھے گا تو گناہوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نفس سے بچنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: نفس سے بچنے کے لیے انسان کو چاہیے کہ اس کے حالات برے ارادوں اور خیالات پہ غور کرے کہ یہ شہوت کے وقت جانور بن جاتا ہے غصے کے وقت بھیڑیا بن جاتا ہے مصیبت و پریشانی میں چھوٹا بچہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ایک شاعر کے بقول نفس کتنے شیاطین سے زیادہ خبیث ہے؟؟؟

جواب::: ایک شاعر کے قول کے مطابق نفس ستر شیاطین سے زیادہ خبیث ہے۔۔۔۔۔

سوال::: عبادت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟ نیز ان میں سے افضل کون سی ہے؟؟؟

جواب::: عبادت کی دو اقسام ہیں:::

(1)اکتساب

اس سے مراد عبادات بجالانا

(2)اجتناب

اس سے مراد برائیوں سے بچنا

یہی دوسری صورت زیادہ افضل ہے کیونکہ عبادت کے ابتدائی درجے والے لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دن رات عبادت میں لگے رہیں جبکہ انتہائی درجے والے اجتناب کی صورت کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کی ساری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان کا دل اللہ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو اشخاص کے بارے پوچھا گیا جو اپنی نیکیوں کے برابر گناہ کرتے ہیں تو آپ نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟؟؟

جواب::: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ ان دو اشخاص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک نیکیاں زیادہ کرتا ہے اور گناہ بھی جبکہ دوسرا نیکیاں بھی کم کرتا ہے اور گناہ بھی؟؟؟ آپ نے فرمایا""" دونوں برابر ہیں"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: بیماری میں دوا کھانا زیادہ بہتر ہے یا پرہیز کرنا؟؟؟

جواب::: یہ دونوں طریقے بیماری کا علاج ہیں لیکن پرہیز زیادہ بہتر ہے کیونکہ اگر دوا نہ ہو تو پرہیز ہر صورت کرنا پڑے گی۔۔۔۔۔

((فصل))

((آنکھ، زبان، پیٹ اور دل کی حفاظت کا بیان))

سوال::: آنکھ کی حفاظت کے لیے کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: آنکھ کی حفاظت کے لیے یہی بات کافی ہے دین و دنیا کے معاملے کا دارومدار دل پہ ہے اور دل کو خراب کرنے میں آنکھ ایک کردار ادا کرتی ہے لہذا آنکھ کی حفاظت کرنی چاہیے۔۔۔۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا""" جو اپنی آنکھ پہ قابو نہیں رکھتا تو اس کے نزدیک دل کے گناہ کی کوئی حیثیت نہیں"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: زبان سے حفاظت کا طریقہ کار سپرد قلم کریں۔۔۔۔

جواب::: زبان کی حفاظت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ انسان کی تمام تر عبادات اور مجاہدے کی تھکاوٹ کے پھل کا تعلق زبان سے ہے،، تھوڑی سی بے احتیاطی سے انسان کی کئی سالوں کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے لہذا زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے تاکہ انسان کی عبادت سلامت رہ سکے۔۔۔۔۔

سوال::: پیٹ کی حفاظت کا کیا طریقہ ہے؟؟؟

جواب::: پیٹ کی حفاظت کے لیے انسان کو چاہیے کہ اپنی خوراک میں احتیاط کرے،، بقدر ضرورت حلال کھائے حرام سے بچے کیونکہ شکم سیری کی وجہ سے انسان کو عبادت کی چاشنی نصیب نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔

سوال::: لبنان کے اولیاء نے حضرت ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ کو کون سی چار نصیحتیں فرمائیں؟؟؟

جواب:::

(1)جو زیادہ کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہو گی۔۔۔۔

(2)جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہیں ہو گی۔۔۔۔

(3)جو لوگوں کی خوشی چاہے گا وہ رب کی رضا کا انتظار نہ کرے۔۔۔

(4)جو فضول گوئی اور غیبت کثرت سے کرے گا تو ((خوف ہے کہ)) وہ دین اسلام پہ نہیں مرے گا۔۔۔۔۔

سوال::: ابدال کن صفات کی وجہ سے ابدال بنے ہیں؟؟؟

جواب::: چار صفات کی وجہ سے:::

(1)پیٹ کو خالی رکھنا

(2)خاموشی

(3)گوشہ نشینی

(4)شب بیداری

سوال::: دل کی حفاظت کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: دل کی حفاظت کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ یہ تمام اعضاء کی اصل ہے،، اگر یہ درست ہو گیا تو پورا جسم درست رہے گا اور اگر یہ خراب ہو گیا تو سارا جسم خراب ہو جائے گا کیونکہ یہ وسوسوں کا میدان ہے،، عقل اور خواہش کی اس میں جنگ ہوتی ہے پس اس کو قابو کرنا بہت مشکل ہے،، لہذا انسان کو چاہیے اس کی اصلاح کے لیے بھرپور کوشش کرے۔۔۔۔۔

سوال::: اہل علم کی چار آفات کون سی ہیں؟؟؟

جواب::: امید، جلد بازی، حسد اور تکبر اہل علم کی چار بڑی آفات ہیں۔۔۔اگرچہ یہ دوسروں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اہل علم ان میں خاص طور پر مبتلا ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو علماء کے حوالے سے کیا وصیت فرمائی؟؟؟

جواب::: آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا""" مجھے ان علماء سے دور گھر خرید کر دو،، ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں،، اگر یہ میری غلطی دیکھتے ہیں تو میری بے عزتی کرتے ہیں اور اگر میرے پاس کوئی نعمت دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

((فصل))

((دنیا سے بے رغبت کرنے والے راستے))

سوال::: انسان کو لوگوں سے کس حد تک میل جول رکھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: انسان کو صرف ضروری معاملات تک لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے تاکہ ان کے ضرر سے محفوظ رہے۔۔۔

سوال::: نفس پہ قابو پانے کا کیا طریقہ ہے؟؟؟

جواب::: نفس پہ قابو پانے کے لیے انجام پہ نظر رکھنی چاہیے صرف موجودہ حالات کو نہیں دیکھنا چاہیے،، اسے تقوی کی لگام دینی چاہیے اور ضرورت سے زائد حلال چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

ششماہی اول مکمل

ششماہی ثانی

((فصل))

((فی ذکر فوائد و تفصیلات تتعلق بتدبیر الرزق))

سوال::: رزق کے حوالے سے امام غزالی نے کتنے اور کون سے نکات بیان کیے ہیں ؟؟؟

جواب::: مصنف نے چار نکات بیان کیے ہیں:::

(1)تمام انسانوں کے رزق کا ذمہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں لیا ہے،، اگر دنیا کا کوئی حاکم کسی سے وعدہ کرے یا کوئی آتش پرست جس کا ظاہری حال اچھا ہو وہ کسی سے وعدہ کرے تو انسان مطمئن ہو جاتا ہے لیکن جب احکم الحاکمین نے کتاب اللہ میں رزق کا وعدہ فرمایا ہے تو انسان مطمئن نہیں ہوتا اور اللہ کے اس وعدے پہ یقین نہ کرنے کی وجہ سے رزق کے معاملے میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں،، ایسے شخص پر معاذاللہ اللہ کی معرفت بلکہ ایمان کے چھن جانے کا خوف ہے۔۔۔۔

(2)رزق تقسیم ہو چکا ہے اور یہ بات قرآن و حدیث میں ثابت ہے۔۔۔اللہ کی تقسیم میں کوئی ردوبدل نہیں ہو سکتا،، اس تقسیم کا انکار کرنا کفر کا دروازہ کھٹکھٹانے کے مترادف ہے۔۔۔جو لقمہ جس کی قسمت میں لکھا ہوا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا اسے نہیں کھا سکتا لہذا انسان کو اس معاملے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

(3)ابو اسحاق اسفرائینی فرماتے ہیں کہ میں نے رزق کے معاملے میں قناعت اختیار کرنے کے لیے نفس سے کہا"" یہ رزق زندہ لوگوں کے لیے ہی ہے مردہ انسان رزق کا کیا کرے گا؟؟؟ جب بندے کی زندگی اللہ کے قبضے میں ہے تو اس کی مرضی رزق دے یا نہ دے اور اس کی مرضی مجھ سے پوشیدہ ہے جیسے چاہے تدبیر فرمائے تو پھر مجھے پرسکون رہنا چاہیے""۔۔۔۔۔۔

(4)اللہ عزوجل نے جس رزق کی ضمانت لی ہے اس سے مراد اتنا رزق ہے جس سے انسان کی نشوونما ہو سکے۔۔۔۔

سوال::: کیا رزق کے معاملے میں اسباب معتبر ہیں؟؟؟

جواب::: رزق کے معاملے میں اسباب کا اعتبار نہیں کیونکہ جب بندہ اللہ پر توکل کر کے اس کی عبادت کے لیے تنہائی اختیار کرتا ہے تو اس سے اسباب روک دیے جاتے ہیں پھر وہ ان کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ بے چین ہوتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ بقدر کفایت رزق اللہ پاک کی طرف سے مل جائے گا۔۔۔

اور اللہ پاک ہر چیز پہ قادر ہے چاہے تو کھانے اور پانی کے ذریعے اپنے بندے کو زندہ رکھے یا مٹی اور گارے کے ذریعے،، جیسا کہ بعض بزرگان دین کے بارے میں منقول ہے کہ وہ گارے اور مٹی کو کھا کر گزارا کرتے تھے۔۔۔ اسی توکل کی بناء پر بزرگان دین کئی مہینے بغیر کھائے پیے گزار دیتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت ابو سعید خراز رحمہ اللہ سے سبب اور قوت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کسے اختیار فرمایا؟؟؟

جواب::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک ہر تین دن میں مجھے کچھ کھلا دیتا تھا،، ایک بار میں جنگل گیا اور تین دن گزر گئے لیکن مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا،، چوتھے دن مجھے کمزوری محسوس ہوئی تو غیب سے آواز آئی """ اے ابو سعید کوئی سبب چاہیے یا قوت """؟؟؟ میں نے عرض کی سبب نہیں صرف قوت چاہیے تو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا اور بارہ دن بغیر کھائے پیے گزار دیئے مجھے کوئی کمزوری محسوس نہ ہوئی۔۔۔۔۔

سوال:: اگر کسی متوکل بندے سے اسباب کو روک دیا جائے تو کیا اسے پریشان ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: اسے پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ پاک نے اسے اسباب کی مشقت سے دور رکھا اور اس کی غیبی مدد فرمائی،، خلاف عادت اسے طاقت عطا فرما کر اپنی قدرت کی راہ دکھائی،، اسے کھانے پینے سے بے نیاز کر کے فرشتوں میں شامل فرما لیا۔۔۔

اعتراض:: مصنف نے کہا تھا کہ یہ کتاب مختصر ہو گی لیکن انہوں نے توکل کو تفصیل سے بیان کر کے اپنی شرط پہ عمل نہیں کیا۔۔۔

جواب::: توکل کے معنی کی جتنی وضاحت ضروری ہے اس کے مقابلے میں یہ بہت تھوڑی ہے کیونکہ عبادت میں اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے بلکہ دنیا اور بندگی کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کون سی چیز علمائے آخرت اور اہل معرفت کی بصیرت پہ رہنمائی کرتی ہے؟؟؟

جواب::: جو چیز ان کی بصیرت پہ رہنمائی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ عزوجل پہ توکل کیا، عبادت کے لیے خود کو فارغ رکھا ، تمام دنیاوی اسباب سے منہ موڑ لیا، کثیر کتابیں لکھیں اور اللہ پاک نے دین کے معاملے میں ان کو مخلص دوست عطا فرمائے۔۔۔۔

سوال::: ہم دین کے معاملے میں پستی کا شکار کیوں ہوئے؟؟؟

جواب::: ہم ان کاموں میں جاپڑے جن کا نقصان نفع سے کہیں زیادہ ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دین میں پستی کا شکار ہوئے،، ہمتیں کمزور ہو گئیں،، عبادت کی مٹھاس ختم ہو گئی اور برکات اٹھ گئیں۔۔۔۔

ہم ابتدائے اسلام میں بادشاہ تھے لیکن اب ہماری حیثیت ایک بازاری جیسی رہ گئی ہے،، ہم شہسوار تھے لیکن پیدل ہو گئے بس اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہماری مدد فرمائے آمین۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے ہر معاملے کو اللہ کے سپرد کرنے کے لیے کتنی اور کونس باتوں میں غور کرنے کا کہا ہے؟؟؟

جواب::: ہر معاملے کو اللہ کے سپرد کرنے کے لیے دو بنیادی باتوں میں غور کرنا چاہیے:::

(1) کسی معاملے کا اختیار اسی کے پاس ہونا چاہیے جو اس معاملے کو ہر جہت سے جانتا ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ اس میں خرابی پیدا کر دے گا،، مثلاً اگر سونے کی پہچان کسی سنار سے کروانے کی بجائے کسی عام بندے سے کروائی جائے تو وہ نہیں کر سکے گا کیونکہ اسے اس بارے میں علم نہیں،، تمام امور کو ہر جہت سے جاننے والا صرف اللہ پاک ہے لہذا اس کے سوا کوئی بھی حقیقی تدبیر و اختیار کا مستحق نہیں۔۔۔۔۔

چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔۔۔۔

(2) اگر ایک شخص کسی دوسرے سے کہے کہ میں تمہارے سارے کام کر دوں گا تم اپنے سارے معاملات میرے حوالے کر دو اور وہ پہلا شخص اس دوسرے شخص کے نزدیک قابل اعتماد بھی ہو تو وہ فوراً اس کی بات مان کر اپنے سارے کام اس کے حوالے کر کے مطمئن ہو جائے گا،، جب ایک انسان پہ اعتماد کا یہ عالم ہے تو وہ ہستی جس نے ہر چیز کو بنایا اس پہ انسان اعتماد کیوں نہیں کرتا؟؟؟ حالانکہ وہ سب سے بڑھ کر اچھا چاہنے والا ہے،، پس انسان کو چاہیے کہ اپنے تمام تر معاملات اللہ عزوجل کے سپرد کر دے اور اس کے فیصلے پہ مطمئن ہو جائے کیونکہ اللہ پاک جو کرے گا بہتر ہی کرے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: قضائے الٰہی پہ راضی رہنے کے لیے انسان کو کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: قضائے الٰہی پہ راضی رہنے کے لیے انسان کو دو باتوں میں غور کرنا چاہیے:::

(1) قضائے الٰہی پہ راضی رہنے میں دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ ہے،، دنیا کا فائدہ اس طرح ہے کہ انسان کو بیکار کے غم سے نجات ملے گی اور دل کی فراغت نصیب ہو گی،، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" تمہاری فکر کم ہو جانی چاہیے کیونکہ جو مقدر ہو چکا وہ ہو کر رہے گا اور جو مقدر میں نہیں وہ تمہیں نہیں پہنچ سکتا"""۔۔۔۔ آخرت کا فائدہ اس طرح ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی

رہنے کی وجہ سے اللہ کی خوشنودی نصیب ہوگی اور وہ اس پہ ثواب عطا کرے گا ورنہ اللہ کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑے گا،، لہذا عقلمند شخص کو چاہیے کہ اللہ کے فیصلے پہ راضی رہے۔۔۔۔۔۔

(2) اللہ کے فیصلے پہ راضی نہ رہنے کی صورت میں بڑے خطرات اور نقصان بلکہ کفر اور نفاق کا ڈر ہے۔۔۔۔۔

قرآن کریم میں ایک مقام پہ اللہ پاک نے فرمایا

ترجمہ کنزالعرفان::: تو اے حبیب! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔۔۔۔

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے ایمان کی نفی کردی گئی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پہ راضی نہیں ہیں اور جو لوگ اللہ کے فیصلے پہ راضی نہ رہے تو ان کا کیا حال ہوگا؟؟؟

سوال::: جو قضائے الہٰی پہ راضی نہیں رہتا حدیث قدسی میں اس کے لیے کیا وعید آئی ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پاک نے فرمایا"""جو میرے فیصلے پہ راضی نہیں ہوتا، میری طرف سے پہنچنے والی مصیبت پہ صبر نہیں کرتا اور میری نعمتوں کا شکرادا نہیں کرتا تو وہ میرے سوا کوئی اور معبود بنالے"""۔۔۔۔۔

((معجم کبیر))

سوال::: ربوبیت اور عبودیت کیا ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پاک فیصلہ فرمائے اور بندہ راضی رہے تو یہ عبودیت اور ربوبیت ہے اور اگر بندہ اللہ کے فیصلے پہ راضی نہ ہو تو وہاں نہ عبودیت ہے اور نہ ربوبیت۔۔۔۔۔۔

سوال:: صبر کیا ہے؟؟؟

جواب::: صبر ایک کڑوی دوا ہے لیکن بہت برکت والی شے ہے،، یہ نفع دیتی ہے اور نقصان سے بچاتی ہے۔۔۔۔ عقلمند لوگ اس دوا کو پی لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: صبر کے فوائد اور اقسام بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: صبر کی چار اقسام ہیں:::

(1) عبادت پر صبر (2) گناہوں پر صبر (3) ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں پر صبر (4) مصائب وآلام پہ صبر

اگر کوئی شخص ان چار مواقع پہ صبر کرلے تو اسے کثیر ثواب ملے گا اور وہ آخرت میں عذاب سے بچ جائے گا۔۔۔ وہ دنیا کی ایسی طلب سے بھی محفوظ ہوجائے گا جو یہاں مصروفیت اور آخرت میں عذاب کا سبب بنے اور مصیبت میں مبتلا ہونے پر اسے اجر ملے گا۔۔۔ المختصر یہ کہ صبر کے اتنے فوائد ہیں کہ ان کی تفصیل اللہ کو ہی معلوم ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: بے صبری کے نقصانات بیان کریں۔۔۔

جواب::: بے صبری کی وجہ سے انسان کا نفع ضائع ہو جائے گا،،وہ عبادت پہ صبر نہ کرنے کی وجہ سے عبادت نہیں کر پائے گا اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہو گا،،بالفرض اگر وہ عبادت کر بھی لے تو اپنی بے صبری کی وجہ سے اس عبادت کو ضائع کر دے گا۔۔اسی طرح وہ گناہ پہ صبر نہ کرنے کی وجہ سے گناہ میں پڑ جائے گا،،ضرورت سے زائد حلال چیزوں پہ صبر نہ کرنے کی وجہ سے ان میں مشغول ہو جائے گا اور مصیبت پہ صبر نہ کر سکے گا یوں وہ صبر کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔۔۔۔۔

بسا اوقات بے صبری اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کو دو مصیبتیں پہنچتی ہیں:::

(1)دنیا میں اس شے سے محرومی اور آخرت میں اجر و ثواب سے محرومی

(2)ناپسندیدہ بات میں گرفتاری اور صبر سے محرومی

سوال::: مصنف کے نزدیک صحیح تدبیر اور سیدھا راستہ کون سا ہے؟؟؟مثال سے واضح کریں۔۔۔

جواب::: اللہ پاک پہ خالص توکل کے ذریعے دل کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے دور کرنا،،نفس کو پختہ عادات سے روکنا،،امور کو اللہ کے سپرد کر دینا،،نفس کو اللہ کے حکم پہ راضی رکھنا اس کو صبر کا گھونٹ پلانا یہ سب ایک تلخ معاملہ ہے لیکن یہی صحیح تدبیر اور سیدھا راستہ ہے اللہ پاک نے اسی راستے میں ہماری بھلائی رکھی ہے۔۔۔۔

اگر بیٹے کی آنکھیں دکھ رہی ہوں اور اس کا باپ اسے تر کھجور اور سیب کھانے سے روک دے اور اسے ایک سخت طبیعت نگران کے پاس رکھے جو سارا دن اسے ڈانٹتا رہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ باپ بیٹے کا دشمن ہے بلکہ باپ جانتا ہے کہ اسی کام میں میرے بیٹے کا فائدہ ہے اور اس تھوڑی سی مشقت کی وجہ سے میرے بیٹے کو بہت زیادہ بھلائی اور نفع نصیب ہو گا۔۔۔۔

اسی طرح نفس کو اللہ پاک کے راستے پہ چلانا مشکل ہے لیکن اسی میں بھلائی ہے۔۔۔۔

سوال::: انسان کی بہتری اور بھلائی کس میں ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پاک پہ بھروسہ کرنے،تمام معاملات کو اس کے سپرد کر دینے،اس کے فیصلے پہ راضی رہنے میں انسان کی بھلائی ہے کیونکہ اگر اللہ پاک نے انسان کو کوئی چیز عطا نہیں کی تو اس کا روکنا اس بات کی علامت ہے کہ اس چیز میں انسان کی بھلائی نہیں تھی لہذا اس کے فیصلے پہ راضی رہنا چاہیے۔۔۔۔

سوال::: کیا اللہ پاک اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتیں عطا کرتا ہے؟؟؟

جواب::: ایک مشہور حدیث میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے""میں اپنے دوستوں کو دنیا کی نعمتوں سے اس طرح دور رکھتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں سے دور رکھتا ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: جب اللہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟؟؟

جواب::: جب اللہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔۔۔

سوال::: کن لوگوں کی آزمائش سب سے زیادہ مشکل ہوتی ہے؟؟؟

جواب::: لوگوں میں سب سے کڑی آزمائش انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوتی ہے پھر شہداء کی اور پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی۔۔۔۔

سوال::: انسان کس وقت اللہ پاک کی نظر رحمت میں ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: جب اللہ پاک کسی انسان سے دنیا روک دے اور اس پہ مصائب بڑھا دے تو وہ اللہ کے ہاں عزت اور بلند مقام والا ہو جاتا ہے اور اللہ کی نظر رحمت میں ہوتا ہے۔۔۔۔

((فصل))

((تدبیر کو اللہ کے حوالے کرنے کا بیان))

سوال::: انسان کو اپنے تمام معاملات کس کے حوالے کرنے چاہئیں اور کیوں کرنے چاہئیں؟؟؟

جواب::: انسان کو چاہیے کہ اپنے تمام معاملات اللہ عزوجل کے حوالے کر دے اور مستقبل کے بارے میں بے فکر ہو جائے خود کو """شاید اور اگر مگر""" سے بچا کر رکھے ورنہ سخت نقصان اٹھائے گا۔۔۔ جو انسان کی قسمت میں اللہ پاک نے لکھا ہوا ہے اسے وہی ملے گا لہذا اسی پہ بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ ایسا قدیر ہے جس کی قدرت کی انتہاء نہیں ایسا حکیم ہے جس کی حکمت کی انتہاء نہیں لہذا بے فکر ہو کر تمام معاملات اسی کے سپرد کر دینے چاہئیں۔۔۔۔

سوال::: اگر اللہ پاک کا کوئی فیصلہ انسان کی طبیعت کے خلاف ہو جائے تو کیا اسے اللہ سے ناراض ہو جانا چاہیے؟؟؟

جواب::: انسان کو اپنے دل میں یہ بات بٹھا لینی چاہیے کہ اللہ پاک نے جو فیصلہ فرمایا وہی اس کے زیادہ موافق اور بہتر تھا کیونکہ انسان کا علم محدود ہے وہ نہیں جانتا کہ اس فیصلے کے پیچھے کیا راز ہے؟ لہذا اللہ سے ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں بھلائی اسی میں ہے جو اللہ کرتا ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر انسان کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کا ردعمل کیا ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: انسان کو چاہیے کہ اپنے دل اور نفس کو قابو میں رکھے اور مصیبت کے پہنچتے ہی صبر کرے کیونکہ صبر و تحمل کا یہی اصل موقع ہوتا ہے،، انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اب مصیبت واقع ہو چکی ہے لہذا بے صبری کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ صبر کر کے ثواب کا مستحق ہوا جائے۔۔۔

اس کے علاوہ بندے کو مصیبت کے وقت انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی مصیبتوں کو یاد کرنا چاہیے اور یہ یقین بنالینا چاہیے کہ اللہ پاک نے اگر یہ مصیبت مجھ تک پہنچائی ہے تو ضرور اس کے پیچھے کوئی نا کوئی فائدہ ہوگا،، جب انسان اس طرح کی باتیں یاد کرتا رہے گا تو مصائب وآلام اس پہ آسان ہو جائیں گے-----

((پانچویں گھاٹی))

((عبادت پہ ابھارنے والی چیزوں کا بیان))

سوال::: عبادت کے راستے پہ چلنے کے لیے کن دو چیزوں کے بارے میں جاننا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: عبادت کے راستے پہ چلنے کے لیے خوف اور امید کے بارے میں جاننا ضروری ہے کیونکہ عبادت کے راستے پہ چلنا اسی وقت آسان ہوگا جب انسان ان دونوں چیزوں کے بارے میں جانے گا اور ان کو کماحقہ اپنائے گا------

سوال::: خوف کو اپنانا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: دو وجوہات کی بناء پر خوف کو اپنانا ضروری ہے:::

(1) خوف کو اپنانے سے انسان گناہوں سے بچ جائے گا کیونکہ نفس بہت زیادہ برائی کا حکم دیتا ہے اور شر کی طرف مائل کرتا ہے لہذا اس کو خوف کے کوڑے کے ذریعے سیدھا رکھنا چاہیے-----

(2) خوف اپنانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ کہیں انسان نیکیوں پر خود پسندی میں مبتلاء ہو کر ہلاک نہ ہو جائے،، انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو رسوا کرتا رہے تاکہ وہ خود پسندی اور ریاکاری میں نہ پڑ جائے-----

سوال::: بزرگان دین کس طرح اپنے نفس کو ڈانٹتے تھے کسی ایک بزرگ کے بارے میں مختصراً تحریر کریں-----

جواب::: حضرت سیدنا ابن سماک نے اپنے نفس کو یوں ڈانٹ پلائی """اے نفس تو باتیں زاہدوں والی کرتا ہے اور عمل منافقوں والا کرتا ہے پھر بھی جنت کی لالچ رکھتا ہے، تجھ پر افسوس ہے، جنت والے دوسرے لوگ ہیں جو ایسے اعمال کرتے ہیں جیسے تو نہیں کرتا"""-----

سوال::: انسان کو عبادت پہ ابھارنے میں امید کا کیا کردار اور اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: انسان کو عبادت پہ ابھارنے کے لیے امید انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے اور یہ بہت ضروری چیز ہے،، اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) نیکیاں انسان پہ بہت بھاری ہوتی ہیں کیونکہ ان کا ثواب نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے اس لیے انسان کماحقہ نیکیاں نہیں کر پاتا،، اس کے ساتھ ساتھ شیطان بھی انسان کو نیکیوں سے روکنے کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے اور انسان کو نفسانی خواہشات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس صورت میں اللہ کی رحمت کی امید ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو نیکیوں پہ ابھارتی ہے،، چنانچہ ایک بزرگ کا فرمان

ہے""غم کھانے سے روکتا ہے،،خوف گناہوں سے روکتا ہے،،امید عبادت کی ہمت پیدا کرتی ہے اور موت کی یاد غیر ضروری شے سے بے رغبت کرتی ہے""۔۔۔۔۔۔

(2)امید انسان کو مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتی ہے،،جو شخص اپنی منزل کو پہچان لیتا ہے تو اس کے لیے مشقت برداشت کرنا اور کوشش کرنا آسان ہو جاتا ہے جس طرح ایک مزدور سارا دن مشقت برداشت کر کے مزدوری کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بدلے مجھے پیسے ملیں گے،،اسی طرح وہ لوگ جو اللہ کی رحمت کو پانے کی امید رکھتے ہیں ان کے لیے مشقت برداشت کر کے عبادت کرنا آسان ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ان کے شاگردوں نے عبادات و مجاہدات کم کرنے کا مشورہ دیا تو انہوں نے کیا فرمایا ؟؟؟

جواب::: شاگردوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا اور مجاہدات وغیرہ دیکھے تو عرض کی""اگر آپ مجاہدات کم کر دیں تب بھی آپ ان شاءاللہ عزوجل اپنے مقصد کو پالیں گے""تو آپ نے فرمایا میں مجاہدہ کیسے نہ کروں؟؟حالانکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنتی اپنی منزلوں میں ہوں گے،،اتنے میں ایک نور کی تجلی پڑے گی جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی،،جنتی سمجھیں گے کہ یہ رب کا نور ہے تو سب سجدے میں گر جائیں گے تو انہیں کہا جائے گا""اپنے سروں کو اٹھاؤ،،جیسا تم سمجھ رہے ہو ویسا نہیں ہے بلکہ یہ تو جنتی لڑکی کا نور ہے جو اپنے شوہر کے لیے مسکرائی ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: بندگی کا دارومدار کتنی اور کون سی چیزوں پہ ہے؟؟؟نیز بندگی کا مقصد کب حاصل ہو گا؟؟؟

جواب::: بندگی کا دارومدار دو چیزوں پہ ہے:::

(1)عبادت کی بجاآوری

(2)گناہوں سے بچنا

سرکش نفس کی موجودگی میں یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو گا جب ترغیب وترہیب،خوف وامید کے ذریعے اسے اس جانب لایا جائے گا،،نفس ایک سرکش چوپائے کی طرح ہے اور سرکش چوپایہ تب ہی قابو میں آتا ہے جب ایک شخص آگے سے کھینچے اور دوسرا پیچھے سے ہانکے،،اسی طرح نفس کو خوف وامید کا شعور دلانا ہو گا ورنہ وہ انسان کو کبھی عبادت کی طرف نہیں آنے دے گا۔۔۔اسی وجہ سے خوف وامید انسان کے لیے ضروری ہیں تاکہ وہ کامیاب ہو سکے اور عبادت کی مشقت کو آسانی سے برداشت کر سکے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ہمارے علماء کے نزدیک خوف اور امید کا تعلق کس چیز سے ہے؟؟؟

جواب::: ہمارے علماء کے نزدیک خوف اور امید کا تعلق خیالات سے ہے۔۔۔۔

سوال::: خوف وخشیت میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: ناپسندیدہ خیال کی وجہ سے دل میں پیدا ہونے والے لرزے کو خوف کہتے ہیں اور خشیت بھی اسی کی مثل ہے لیکن وہ ایک طرح کی ہیبت و عظمت کا تقاضا کرتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: خوف کی ضد کیا ہے؟؟؟

جواب::: خوف کی ضد ""جرأت"" ہے لیکن یہ کبھی ""امن"" کے مقابلے میں بھی بولا جاتا ہے کیونکہ ایک بے خوف شخص ہی اللہ پہ جرأت کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جرأت ہی خوف کی ضد ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: خوف کے کتنے اور کون سے مقدمات ہیں؟؟؟

جواب::: خوف کے چار مقدمات ہیں:::

(1)اپنے گزرے ہوئے کثیر گناہوں اور کثیر جھگڑوں کو یاد کرنا جن کی وجہ سے انسان پہ مطالبات ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔

(2)اللہ کے عذاب اور پکڑ کو یاد کرنا جس کو سہنے کی انسان میں طاقت نہیں۔۔۔۔۔

(3)عذاب الٰہی کے سامنے اپنی کمزوری کو یاد کرنا۔۔۔۔۔

(4)اپنے اوپر اللہ کے قادر ہونے کو یاد کرنا کہ وہ جب چاہے جو چاہے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امید کی تعریف لکھیں۔۔۔۔

جواب::: اللہ کے فضل کو پہچان کر دل میں خوشی کی لہر دوڑنے اور رحمت الٰہی کی وسعت سے راحت پانے کو امید کہتے ہیں۔۔۔۔ کبھی دل میں پیدا ہونے والے خیال کو رب کی مرضی پہ معلق کرنے کو امید کہتے ہیں۔۔۔۔۔

یہاں پہلا معنی مراد ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امید کی ضد کیا ہے؟؟؟

جواب::: امید کی ضد مایوسی ہے،، اللہ کے فضل و رحمت نہ ملنے کو یاد کرنا اور دل میں اس کی امید نہ رکھنا مایوسی کہلاتا ہے۔۔۔۔۔اور یہ محض گناہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امید کا شرعی حکم کیا ہے؟؟؟

جواب::: امید کبھی فرض اور کبھی مستحب ہوتی ہے،، اگر امید کے علاوہ مایوسی سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو تب یہ فرض ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ مستحب ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امید کے کتنے اور کون کون سے مقدمات ہیں؟؟؟

جواب::: امید کے چار مقدمات ہیں:::

(1)کسی کی سفارش اور سوال کیے بغیر اللہ کے پہنچنے والے فضل کو یاد کرنا۔۔۔۔۔

(2)اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جس عظیم ثواب کا وعدہ کیا ہے اسے یاد کرنا۔۔۔۔

(3)ان کثیر دنیاوی نعمتوں کو یاد کرنا جو اللہ نے بن مانگے انسان کو عطا کیں۔۔۔۔

(4)رحمت الٰہی کی وسعت کو یاد کرنا اور اس بات کو یاد کرنا کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پہ حاوی ہے،،اللہ رحمن ور حیم، غنی و کریم ،اور مومنوں پہ مہربان ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: خوف اور امید کی گھاٹی میں انسان کو کس چیز کا التزام کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: خوف اور امید کی گھاٹی میں چلنے کے لیے انسان کو احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے کیونکہ یہ راستہ بہت دشوار ہے،،خوف اور امید کی گھاٹی میں تین راستے ہیں

(1)بے خوفی اور جرأت کا راستہ

(2)مایوسی اور ناامیدی کا راستہ

(3)خوف اور امید کا راستہ۔۔۔۔۔

ان راستوں میں سے آخری راستہ درمیانی راستہ ہے جہاں نہ بے خوفی ہے اور نہ ناامیدی،،پس انسان کو اس راستے پہ چلتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے اور دائیں بائیں بھٹکنے سے بچنا چاہیے ورنہ انسان گمراہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خوف اور امید کے راستے پہ چلنے کے کتنے اور کون سے اصول ہیں؟؟؟

جواب::: اس راستے پہ چلنا انتہائی دشوار ہے لیکن تین اصول ایسے ہیں اگر ان کو مد نظر رکھا جائے تو انسان اس راستے پہ آسانی سے چل سکتا ہے۔۔۔۔

(1)اللہ کے ترغیب و ترہیب والے فرامین کو یاد رکھنا۔۔۔۔

(2)پکڑ کرنے اور معاف کرنے میں اللہ کے دستور کو یاد رکھنا۔۔۔۔

(3)قیامت کے دن اللہ عزوجل اپنے بندوں کو جو ثواب یا عذاب دے گا اسے یاد کرنا۔۔۔۔۔

سوال::: خوف اور امید کے راستے پہ چلنے والے پہلے اصول کے بارے میں بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: پہلا اصول تھا کہ اللہ عزوجل کے ترغیب و ترہیب والے ارشادات کو یاد رکھا جائے،،امید کے حوالے سے چار فرامین الٰہی درج ذیل ہیں:::

ترجمہ::: اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشے گا

ترجمہ::: وہ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔۔۔۔

ترجمہ::: بے شک اللہ لوگوں پہ بہت مہربان اور رحم والا ہے۔۔۔۔

ترجمہ::: اور وہ مسلمانوں پہ مہربان ہے۔۔۔۔۔۔

خوف کے بارے میں چار ارشادات الٰہی ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

ترجمہ::: اے میرے بندو!!! تم مجھ سے ڈرو۔۔۔۔۔

ترجمہ::: کیا آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔۔۔۔

ترجمہ::: اور بیشک میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔۔۔۔۔

ترجمہ::: اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: خوف اور امید کے راستے پہ چلنے والے دوسرے اصول کو تفصیلا بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:: دوسرا اصول یہ تھا کہ کسی کی پکڑ کرنے یا کسی کو معاف کرنے کا جو اللہ پاک کا طریقہ ہے اسے یاد رکھا جائے۔۔۔۔۔۔

اللہ پاک کی پکڑ کے چند واقعات مختصرا درج ذیل ہیں:::

ابلیس نے اسی ہزار سال اللہ پاک کی عبادت کی لیکن اللہ کے ایک حکم کا انکار کر دیا تو اللہ عزوجل نے اس کی اسی ہزار سال کی عبادت کو اس پہ منہ مار کر قیامت تک کے لیے ملعون قرار دیا۔۔۔۔۔۔

حضرت آدم علیہ السلام جو کہ اللہ عزوجل کے سب سے پہلے نبی تھے،، اللہ پاک نے فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن ان کی لغزش کی وجہ سے انہیں جنت سے نکال کر زمین پہ بھیج دیا،، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اس لغزش پہ دو سو سال تک روتے رہے۔۔۔۔۔۔

حضرت نوح علیہ السلام جو کہ شیخ المرسلین ہیں،، انہوں نے ساڑھے نو سو سال اللہ عزوجل کی راہ میں مشقت برداشت کی لیکن ایک نہ کہنے والا جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکل گیا جس کی وجہ سے اللہ نے فرمایا

ترجمہ::: تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جو تو نہیں جانتا،، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بن۔۔۔۔۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ نے حیاء کے سبب چالیس سال تک آسمان کی جانب اپنا سر نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔۔

بلعم بن باعوراء جو کہ اللہ کا بڑا مقرب بندہ تھا لیکن دنیا کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے اس کی معرفت چھین لی گئی اور اسے دھتکار دیا گیا۔۔۔۔۔

حضرت یونس علیہ السلام جو اللہ پاک کے بہت ہی پیارے نبی تھے لیکن ایک دفعہ بے موقع و محل غصہ کرنے کی وجہ سے اللہ پاک نے آپ کو چالیس دن تک سمندر کی گہرائی میں مچھلی کے پیٹ میں رکھا اور پھر فرشتوں نے آپ علیہ السلام کے لیے اللہ پاک کی بارگاہ میں سفارش کی۔۔۔۔۔۔۔

اللہ پاک کی رحمت کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔۔۔۔

فرعون کے جادو گر جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کرنے آئے تھے لیکن جب وہ ایمان لائے تو اللہ عزو جل نے نہ صرف ان کا ایمان قبول کیا بلکہ ان کی سب پچھلی خطائیں معاف فرمادیں اور جنت میں ہمیشہ کے لیے شہیدوں کی سرداری عطا کردی۔۔۔۔۔۔

اصحاب کہف جو کہ طویل عرصہ تک کفر پہ قائم رہے لیکن جب وہ ایمان لائے تو اللہ پاک نے صرف انہیں نہیں بلکہ ان کے پیچھے آنے والے کتے کو بھی اتنی عزت دی کہ اس کا ذکر اپنی مبارک کتاب میں کیا اور آخرت میں اعزاز کے طور پر اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اپنے بچے پہ شفقت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ اللہ اپنے مومن بندے پہ رحم فرمانے والا ہے""۔۔۔۔۔

ایک اور حدیث ہے کہ اللہ کے پاس سو رحمتیں ہیں، ان میں ایک اللہ نے انسانوں، جنات اور جانوروں میں تقسیم فرمائی،، تو ان کی باہمی محبت و شفقت اسی رحمت کی وجہ سے ہے جبکہ باقی ننانوے رحمتیں اس نے اپنے لیے رکھی ہیں جن سے وہ قیامت میں بندوں پہ رحم کرے گا۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: تیسرے اصول میں مصنف نے کتنی اور کون سی چیزوں کا ذکر کیا ہے؟؟؟

جواب::: تیسرے اصول میں مصنف نے چار چیزوں کا ذکر کیا ہے۔۔۔

(1)موت(2)قبر(3)قیامت(4)جنت ودوزخ

سوال::: کن تین گناہوں کے سبب حضرت فضیل رحمۃاللہ علیہ کے شاگرد کی معرفت سلب کرلی گئی؟؟؟

جواب::: حضرت فضیل رحمۃاللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا جس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوا تھا وہ مرنے کے بعد جب حضرت فضیل بن عیاض رحمۃاللہ علیہ کو خواب میں ملا تو آپ نے اس سے برے خاتمے کا سبب پوچھا،، اس نے کہا میں تین کام کرتا تھا:::

(1)میں چغلی کرتا تھا۔۔۔

(2)میں اپنے ساتھیوں سے حسد کرتا تھا۔۔۔۔

(3)مجھے ایک بیماری تھی جس کی وجہ سے سال میں ایک بار شراب کا پیالہ پیا کرتا تھا۔۔۔

ان تین کاموں کی سبب اس کی معرفت سلب کرلی گئی اور اس کا اچھا خاتمہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عبداللہ بن مبارک کی وفات کیسے ہوئی؟؟؟

جواب::: آپ رحمۃاللہ علیہ نے حالت نزع میں آسمان کی جانب دیکھا اور مسکرائے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:::

ترجمہ::: ایسی ہی بات کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔۔۔

سوال::: ناپ تول میں کمی کے وبال پہ ایک واقعہ تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت مالک بن دینار رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا"""اے مالک!!! میرے سامنے آگ کے دو پہاڑ ہیں اور مجھے زبردستی ان پہ چڑھنے کا کہا جارہا ہے"""حضرت سیدنا مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے اس کے گھر والوں سے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا"""اس شخص نے ماپنے کے دو پیمانے رکھے ہوئے تھے،،ایک سے خرید تا تھا اور دوسرے سے بیچتا تھا"""میں نے وہ دونوں منگوائے اور توڑ دیے،، پھر اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا مجھ پہ معاملہ مزید سخت ہوتا جارہا ہے۔۔۔۔

سوال::: منہاج العابدین کی روشنی میں عالم برزخ پہ کوئی سے دو واقعات تحریر کریں۔۔۔۔

جواب:::

(1)ایک بزرگ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا"""اے ابو عبداللہ آپ کا کیا حال ہے؟؟؟"""انہوں نے مجھ سے منہ پھیرتے ہوئے کہا"""یہ کنیت سے بلانے کا وقت نہیں ہے"""،،میں نے پھر پوچھا"""اے سفیان!!! آپ کا کیا حال ہے؟؟؟"""تو انہوں نے جواب میں چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:::

میں نے اپنے پروردگار کو بلکل واضح دیکھا،اس نے فرمایا"""اے ابن سعید!!! تجھے میری رضا مبارک ہو،،تو تاریک رات میں نگاہ شوق اور عشق بھرے دل کے ساتھ قیام کرتا تھا،،اب محلات تیرے سامنے ہیں تو جو چاہے لے لے اور میرے دیدار سے لطف اندوز ہو کہ میں تجھ سے دور نہیں ہوں۔۔۔۔۔

(2)ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا شہید ہو گیا مگر وہ مجھے کبھی خواب میں نظر نہیں آیا،،جس رات حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا وصال ہوا اس رات وہ مجھے خواب میں نظر آیا تو میں نے پوچھا بیٹا"""کیا تم مردے نہیں ہو؟؟؟"""اس نے کہا نہیں بلکہ مجھے شہادت نصیب ہوئی ہے اور میں اللہ کے ہاں زندہ ہوں اور مجھے رزق دیا جاتا ہے۔۔۔۔

میں نے کہا آج کیسے آنا ہوا؟؟؟اس نے کہا آج آسمان والوں میں یہ آواز دی گئی"""سنو!!! آج ہر نبی، صدیق اور شہید حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شرکت کرے"""

لہذا میں نے بھی ان کے جنازہ میں شرکت کی اور پھر آپ کو سلام کرنے چلا آیا۔۔۔۔۔

سوال::: قیامت کے دن لوگ قبروں سے کس طرح اٹھائے جائیں گے؟؟؟

جواب::: کوئی شخص قبر سے اٹھے گا تو اس کی قبر پہ براق کھڑا ہو گا،،تاج اور حلے موجود ہوں گے،،پس وہ شخص اعلی لباس زیب تن کرے گا اور براق پہ سوار ہو کر نعمتوں بھری جنت کی طرف روانہ ہو گا،،اس کے اعزاز کی خاطر اسے پیدل نہیں چلنے دیا جائے گا۔۔۔۔

اس شخص کے برعکس کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جب وہ اپنی قبر سے نکلیں گے تو عذاب کے فرشتے اور آگ کی بیڑیاں قبر پہ موجود ہوں گی اور وہ اس بدبخت کو دوزخ کی جانب پیدل چلنے نہیں دیں گے بلکہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک نے قرآن پاک میں کس طرح جنتیوں اور دوزخیوں کا حال بیان فرمایا؟؟؟

جواب::: جنت والوں کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اور انھیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔(ان سے فرمایا جائے گا) بیشک یہ تمہارے لیے صلہ ہے اور تمہاری محنت کی قدر کی گئی ہے۔۔۔۔۔

دوزخ والوں کے بارے اللہ کا فرمان ہے:::

ترجمہ کنزالعرفان::: اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔اللہ فرمائے گا: دھتکارے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔۔۔۔۔

روایت میں آیا ہے کہ اس وقت وہ کتے بن جائیں گے اور جہنم میں بھونکتے پھریں گے۔۔۔۔۔

سوال::: جنت سے محروم ہونا بڑی مصیبت ہے یا دوزخ میں جانا؟؟؟

جواب::: حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے جنت سے محرومی بڑی مصیبت ہے یا دوزخ میں جانا کیونکہ جنت سے کسی صورت صبر نہیں ہو سکتا اور دوزخ کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں۔۔۔۔

لیکن سب سے بڑی مصیبت تو دوزخ میں رہنا ہے کیونکہ انسان نعمتوں سے دور رہ سکتا ہے لیکن عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہنمیوں کے بارے میں کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا""" جہنم میں ہمیشہ رہنے والوں کا تذکرہ ڈرنے والوں کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: جہنم میں سب سے آخر میں نکلنے والے شخص کا حال مختصراً بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ذکر ہوا کہ جو شخص سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اس کا نام ہناد ہوگا اور اسے ایک ہزار سال تک عذاب دیا گیا ہوگا،، وہ یہ کہتا ہوا باہر آئے گا""" یا حنان، یا منان"""

حضرت حسن بصری سن کر فرمانے لگے کاش میں ہناد ہوتا،، لوگوں نے اس بات پہ تعجب کیا تو آپ نے فرمایا""" تم پر افسوس!!! کیا وہ ایک دن جہنم سے نکل نہیں جائے گا؟؟؟"""

سوال::: غم کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟ نیز سب سے بڑا غم کون سا ہے؟؟؟

جواب::: غم تین اقسام کے ہیں:::

(1)عبادت قبول نہ ہونے کا غم

(2)گناہ کی بخشش نہ ہونے کا غم

(3)معرفت الٰہی چھن جانے کا غم

ان میں سے سب سے بڑا غم اللہ کی معرفت چھن جانے کا غم ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خوف کا راستہ زیادہ بہتر ہے یا امید کا؟؟؟

جواب::: خوف اور امید کا درمیانی راستہ زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔

جس پہ امید کا زیادہ غلبہ ہو گا وہ مرجئہ ہو جائے گا((مرجئہ وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک گناہ کوئی نقصان نہیں دیتا))اور بسا اوقات اس پہ خرمی ہونے کا اندیشہ ہے((یہ ایک جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا فرقہ ہے))اور جس پہ خوف غالب ہو گا وہ حروری ہو جائے گا((یہ خوارج کا ایک فرقہ ہے))۔۔۔۔۔۔

الغرض یہ کہ بندہ نہ خوف کو اختیار کرے اور نہ امید کو بلکہ ان کے درمیان رہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا کسی مخصوص صورت میں خوف اور امید میں سے کسی کو ترجیح دی جاسکتی ہے؟؟؟

جواب::: تندرستی کی حالت میں خوف کو ترجیح دینی چاہیے اور کمزوری کی حالت میں خاص طور پر نزع کے وقت امید کو ترجیح دینی چاہیے۔۔۔۔۔۔

حدیث قدسی میں اللہ پاک کا فرمان ہے"""میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے خوف سے ٹوٹ جاتے ہیں"""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ سے حسن ظن رکھنے کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: اللہ سے حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچا جائے،،اس کے عذاب سے ڈرا جائے اور اس کی عبادت میں خوب کوشش کی جائے۔۔۔۔

سوال::: تمنا اور امید میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: امید کی حقیقت اور بنیاد ہوتی ہے جبکہ تمنا کی کوئی حقیقت یا بنیاد نہیں ہوتی۔۔۔۔

مثلا:::ایک شخص کھیتی باڑی کرے اور خوب محنت کرے اور فصل کاٹتے وقت کہے """ مجھے امید ہے کہ سو بوری فصل ہو جائے گی """،، یہ اس کی امید ہے۔۔۔۔۔اس کے بر عکس دوسرا شخص جس نے کھیتی باڑی کی لیکن سارا سال غفلت میں پڑا رہا اور کوئی محنت نہ کی،، وہ فصل کاٹتے وقت کہے """ مجھے امید ہے کہ میری فصل سو بوری ہو جائے گی """،، یہ اس کی تمنا ہے جو بے بنیاد ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حدیث کی روشنی میں عقل مند اور احمق کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" عقلمند وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے ،، احمق وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عزوجل سے بے جا تمنائیں لگا کر بیٹھا ہو۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ کی رحمت کن لوگوں کے قریب ہے؟؟؟

جواب::: جعفر ضبعی کا کہنا ہے کہ میری ملاقات حضرت ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو میں نے دیکھا کثرت عبادت کی وجہ سے ان کی پسلیاں نظر آتی تھیں،، میں نے عرض کی """ اللہ آپ پہ رحم کرے!!! بے شک اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے """،، انہیں جلال آگیا اور فرمایا""" کیا تم نے مجھ میں کوئی ناامیدی والی بات دیکھی ہے؟؟؟ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے """۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: پانچویں گھاٹی کا خلاصہ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس گھاٹی میں عبادت پہ ابھارنے والی چیزوں کے بارے بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے امید اور خوف دونوں رکھے،، تندرستی کی حالت میں اللہ سے ڈرتا رہے اور کمزوری کی حالت میں امید کا دامن تھام لے،، کسی ایک طرف کو نہ پکڑے،، کبھی اللہ کی رحمتوں کو دیکھے اور کبھی اس کے عذاب سے عبرت حاصل کرے،، کبھی اللہ کی بخشش و رحمت کے واقعات پہ توجہ کرے تو کبھی اللہ کی پکڑ والے واقعات سے نصیحت حاصل کرے۔۔۔۔ یہ تمام باتیں انسان کے دل میں خوف اور امید دونوں پیدا کریں گی،، وہ درمیانی راہ پہ چل پڑے گا اور ہلاکت سے محفوظ رہے گا کیونکہ صرف خوف کے راستے پہ چلنا یا صرف امید کو تھامے رکھنا دونوں چیزیں انسان کو گمراہ کر دیتی ہیں۔۔۔۔۔۔

((چھٹی گھاٹی))

سوال::: چھٹی گھاٹی کس بارے میں ہے؟؟؟

جواب::: چھٹی گھاٹی عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں کے بارے میں ہے مثلا::: ریاکاری اور خود پسندی وغیرہ۔۔۔۔

سوال::: ریاکاری سے بچنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: دو وجہوں سے ریاکاری سے بچنا ضروری ہے:::

(1) ریاکاری سے بچنے میں بہت فائدہ ہے کیونکہ اللہ عزوجل بغیر دکھاوے کے اعمال قبول کرتا ہے اور ثواب عطا فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔

(2)ریاکاری سے اگر انسان نہ بچا تو اس کا عمل مردود ہو جائے گا اور سارا ثواب ضائع ہو جائے گا کیونکہ حدیث قدسی کے مطابق اللہ عزوجل وہی اعمال قبول کرتا ہے جو بغیر ریاکاری کے ہوں۔۔۔۔۔

سوال::: ریاکاری کی دو مصیبتیں اور دو رسوائیاں کون سی ہیں؟؟؟

جواب::: ریاکاری کی دو رسوائیاں:::

(1)پہلی رسوائی پوشیدہ ہے اور یہ فرشتوں کے سامنے ہوتی ہے کیونکہ جب فرشتے بندے کے اعمال لے کر چڑھتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے """ان کو سجین میں پھینک دو کیونکہ یہ میرے لیے نہیں ہیں""" پس اس وقت بندہ اور عمل دونوں رسوا ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

(2)دوسری رسوائی بروز حشر اعلانیہ ہو گی،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا:::اے کافر!!!اے دھوکے باز!!!اے فاجر!!!اے خسارہ اٹھانے والے!!! تیری کوشش ضائع ہو گئی اور اجر برباد ہو گیا ،،آج تیرے لیے کچھ نہیں ہے،، آج ان کے پاس اجر تلاش کر جن کے لیے عمل کرتا تھا"""۔۔۔۔۔

ریاکاری کی دو مصیبتیں:::

(1)پہلی مصیبت جنت سے محرومی کے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""جنت نے کلام کیا اور کہا:::میں ہر بخیل اور ریاکار پہ حرام ہوں"""۔۔۔۔۔۔

یہاں بخیل سے مراد وہ بخیل بھی ہو سکتا ہے جو کلمہ پڑھنے میں بخل کرے اور ریاکار سے مراد منافق بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔

(2)دوسری مصیبت دوزخ میں جانا ہے اور وہاں کا عذاب انسان ہرگز برداشت نہیں کر سکے گا۔۔۔

ایک مشہور حدیث کے مطابق قیامت کے دن ریاکار قاری، مالدار اور شہید کو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ ان کا عمل ریاکاری سے پاک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: کس کی وجہ دوزخ اور اہل دوزخ چیخ اٹھیں گے؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""دوزخ اور اہل دوزخ ریاکاروں کی چیخوں کی وجہ سے چیخ اٹھیں گے""" عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ کیوں چیخے گا؟؟؟فرمایا"""اس آگ کی تپش کی وجہ سے جس سے ریاکاروں کو عذاب دیا جائے گا"""۔۔۔۔۔

سوال::: اخلاص کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: اخلاص کی دو اقسام ہیں:::

(1)عمل میں اخلاص

اس سے مراد یہ ہے کہ عمل کے ذریعے انسان اللہ کے قرب اور اس کی تعظیم و فرمانبرداری کا ارادہ کرے،، اس کی ضد نفاق ہے جس کا مطلب ہے اپنے عمل کے ذریعے غیر اللہ کا قرب پانے کا ارادہ کیا جائے۔۔۔۔۔۔

(2) ثواب کی طلب میں اخلاص

اس کا مطلب ہے""" نیک عمل سے آخرت کے نفع کا ارادہ کرنا"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خالص عمل کی کیا تعریف فرمائی؟؟؟

جواب:: حواریوں نے آپ علیہ السلام سے خالص عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا""" وہ عمل جسے تم اللہ کے لیے کرو اور یہ نہ چاہو کہ اس پہ تمہاری کوئی تعریف کرے"""۔۔۔۔۔

سوال::: بزرگان دین اخلاص کی کیا تعریف فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں""" اعمال کو تمام خرابیوں سے پاک رکھنا اخلاص ہے"""۔۔۔۔۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں""" تمام خوشیوں اور نفسانی تقاضوں کو بھلا کر ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہنے کو اخلاص کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاص کی کیا تعریف فرمائی؟؟؟

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" تو کہے میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پہ ثابت قدم رہے جیسا تجھے حکم دیا گیا""" یعنی اللہ کے سوا ہر چیز سے اپنی نگاہ پھیرنا اخلاص کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اخلاص کی ضد کیا ہے؟؟؟

جواب::: ریاکاری اخلاص کی ضد ہے۔۔۔۔

سوال::: ریاکاری کی تعریف اور اقسام بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: آخرت کے عمل سے دنیا کے نفع کا ارادہ کرنا ریاکاری کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

اس کی دو اقسام ہیں:::

(1) خالص ریاکاری

اس کا مطلب ہے کہ اخروی عمل سے صرف دنیا کا فائدہ مقصود ہو۔۔۔۔

(2) ملاوٹ والی ریاکاری

اس کا مطلب ہے اخروی عمل سے دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ مقصود ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا عارف باللہ سے ریاکاری کا صدور ہو سکتا ہے؟؟؟

جواب::: بعض علماء کے نزدیک خالص ریاکاری ""عارف باللہ"" سے صادر نہیں ہو سکتی جبکہ ملاوٹ والی ریاکاری اس سے صادر ہو سکتی ہے جبکہ بعض کے نزدیک عارف باللہ سے خالص ریاکاری بھی صادر ہو سکتی ہے۔۔۔۔

سوال::: اعمال کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: بعض علماء کے نزدیک اعمال کی تین اقسام ہیں:::

(1)وہ اعمال میں جن میں دونوں طرح کا اخلاص پایا جاتا ہے۔۔۔۔

(2)وہ اعمال جن میں دونوں طرح کا اخلاص نہیں پایا جاتا۔۔۔۔

(3)وہ اعمال جن میں طلب ثواب کا اخلاص تو پایا جاتا ہے مگر عمل کا اخلاص نہیں پایا جاتا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ہر عمل کے لیے الگ الگ اخلاص کی ضرورت ہے؟؟؟

جواب::: اس میں اختلاف ہے۔۔۔

ایک قول یہ ہے کہ ہر عمل کے لیے الگ الگ خاص ہونا ضروری ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ عبادتوں کے مجموعے کو اخلاص شامل ہو سکتا ہے،، یعنی ایک عمل کے کئی ارکان ہوتے ہیں جیسے نماز اور وضو تو ان کے لیے ایک ہی اخلاص کافی ہے کیونکہ یہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی اپنے عمل سے یہ ارادہ کرے کہ اللہ اسے دنیا کی بھلائی عطا فرمائے اور وہ مخلوق سے اپنی تعریف کی چاہت نہ رکھتا ہو تو کیا یہ ریاکاری ہو گی؟؟؟

جواب::: یہ خالص ریاکاری ہے کیونکہ اگر اخروی عمل کے ذریعے دنیا کے فائدے کا ارادہ کیا جائے تو وہ ریاکاری ہے اگرچہ یہ دنیاوی فائدہ اللہ سے مانگا جائے۔۔۔۔

قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:::

ترجمہ::: جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسے اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔۔۔۔

سوال::: اگر اللہ سے دنیا اس لیے طلب کی جائے کہ لوگوں کی محتاجی سے بچ سکے اور عبادت پہ دل جمعی نصیب ہو،، کیا یہ ریاکاری ہو گی؟؟؟

جواب::: مال کی کثرت اور مرتبے کی بلندی انسان کو لوگوں کی محتاجگی سے نہیں بچا سکتی،، اگر اللہ سے دنیا طلب کرنے کی نیت یہی ہو کہ عبادت پہ دل جمعی نصیب ہو تو یہ ریاکاری نہیں ہو گی کیونکہ اس کا تعلق آخرت سے ہے اور ہر وہ فائدہ جس کا تعلق آخرت سے ہو وہ ریاکاری میں شامل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ تمنا کرے کہ لوگوں میں اس کی عزت ہو،، آئمہ ومشائخ اس سے محبت کریں اور وہ اپنے اس مرتبے کی وجہ سے اہل بدعت کارد کرے اور علم پھیلائے تو یہ بھی ریاکاری میں نہیں آئے گا۔۔۔۔۔

اعتراض::: جو بزرگان دین سورۃ واقعہ کی تلاوت تنگدستی کو دور کرنے کی نیت سے کرتے ہیں وہ بھی تو ریاکاری میں شامل ہو گا؟؟

جواب::: یہ عمل ریاکاری میں نہیں آئے گا کیونکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے اللہ انہیں قناعت عطا فرمائے یا پھر اتنا رزق عطا کرے کہ وہ آسانی سے عبادت اور تعلیم و تعلم والا کام کر سکیں اور یہ نیک ارادے ہیں،، پس یہ عمل ریاکاری میں شامل نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: صوفیاء کا اصل سرمایہ کیا ہے؟؟؟

جواب::: صوفیاء فرماتے ہیں""بھوک ہمارا اصل سرمایہ ہے""۔۔۔۔۔

((خود پسندی کا بیان))

سوال::: عبادت کو خراب کرنے والی دوسری چیز کون سی ہے؟؟؟

جواب::: عبادت کو خراب کرنے والی دوسری چیز خود پسندی ہے۔۔۔۔

سوال::: خود پسندی سے بچنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس سے بچنا دو وجوہات سے ضروری ہے:::

(1)خود پسندی کی وجہ سے انسان اللہ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں:::

(1)بخل جس کی اطاعت کی جائے۔۔۔۔

(2)خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے۔۔۔۔۔

(3)انسان کا خود کو اچھا سمجھنا۔۔۔۔۔۔

(2)خود پسندی نیک عمل کو برباد کر دیتی ہے،، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا""اے حواریو!!! کتنے ہی چراغوں کو ہوا نے بجھا دیا اور کتنے ہی عبادت گزاروں کو خود پسندی نے برباد کر دیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: خود پسندی کی حقیقت کیا ہے؟؟؟

جواب::: خود پسندی کی حقیقت اپنے عمل کو بڑا سمجھنا ہے،، علماء فرماتے ہیں""بندہ عمل کی بزرگی کے حصول کو اللہ کی بجائے کسی شے، نفس یا لوگوں کی طرف منسوب کرے""۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا خود پسندی اعمال پہ اثر انداز ہوتی ہے؟؟؟

جواب::: جن اعمال میں خود پسندی پائی جاتی ہے ان کو فوراً ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس شخص کے توبہ کرنے کا انتظار کیا جاتا ہے،، اگر وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے تو اعمال محفوظ کر دیے جاتے ہیں ورنہ ضائع کر دیے جاتے ہیں۔۔۔۔

ایک قول یہ ہے کہ خود پسندی کی وجہ سے صرف عمل کا ثواب دگنا ہونے سے رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خود پسندی کے اعتبار سے لوگوں کی کتنی اقسام ہیں؟؟؟۔جواب:::

اس اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں

(1)وہ لوگ جو ہر حال میں خود پسندی کا شکار رہتے ہیں اور وہ معتزلہ اور قدریہ ہیں۔۔۔یہ لوگ اپنے افعال میں اللہ کا کوئی احسان نہیں مانتے اور اس کی مدد کے منکر ہوتے ہیں۔۔۔۔

(2)یہ لوگ ہر حال میں اللہ کا احسان مانتے ہیں،، کسی بھی عمل میں خود پسندی نہیں کرتے۔۔۔۔۔

(3)تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو بیدار ہوتے ہیں تو اللہ کا احسان مانتے ہیں اور جب غفلت میں ہوں تو خود پسندی کا شکار ہوتے ہیں،، ایسا بصیرت کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: قدریہ اور معتزلہ کے افعال و اعمال کے بارے میں کیا حکم لگے گا؟؟؟

جواب::: اس بارے میں اختلاف ہے۔۔۔ایک قول یہ ہے کہ ان کی بدعقیدگی کی وجہ سے ان کے سب اعمال بے کار ہیں۔۔۔دوسرا قول یہ ہے کہ اگر عقیدہ تقریباً مسلمانوں والا ہو تو تھوڑی بہت خرابی سے اعمال برباد نہیں ہوتے جب تک ہر عمل میں خود پسندی نہ پائی جائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اعمال کو برباد کرنے والی چیزوں میں خاص طور پر ریاکاری اور خود پسندی کو ذکر کیوں کیا؟؟؟

جواب::: کیونکہ اعمال کو برباد کرنے میں ان کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: اپنے اعمال کو کن دس چیزوں سے بچانا چاہیے؟؟؟ نیز ان دس چیزوں کی ضد بھی ذکر کریں۔۔۔۔

جواب:::

(1)نفاق،، اس کی ضد عمل کا اخلاص ہے۔۔۔۔۔

(2)ریاکاری،، اس کی ضد طلب ثواب کا اخلاص ہے۔۔۔۔

(3)میل جول،، اس کی ضد گوشہ نشینی اور تنہائی ہے۔۔۔۔

(4)احسان جتانا،، اس کی ضد عمل کو اللہ کے سپرد کر دینا ہے۔۔۔۔۔

(5)تکلیف دینا،، اس کی ضد عمل کی حفاظت کرنا ہے۔۔۔۔

(6)شرمندگی،، اس کی ضد نفس کو مضبوط رکھنا ہے۔۔۔۔

(7)خود پسندی،،اس کی ضد احسان الٰہی کو یاد کرنا ہے۔۔۔۔

(8)حسرت،،اس کی ضد نیکی و بھلائی کو غنیمت جاننا ہے۔۔۔۔۔

(9)سستی و کاہلی،،اس کی ضد توفیق الٰہی کو بڑا سمجھنا ہے۔۔۔۔۔

(10)لوگوں کی ملامت کا خوف،،اس کی ضد خوف خدا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ریاکاری سے حفاظت کے کتنے اور کون سے اصول ہیں؟؟؟

جواب::: اس کے چار اصول ہیں:::

(1)زمین و آسمان سب کچھ اللہ نے بنایا ہے تاکہ انسان جان لے کہ اللہ عزوجل قادر بھی ہے اور عالم بھی،،جبکہ انسان کی حالت یہ ہے کہ وہ غلطیوں سے بھرپور دو رکعت پڑھتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس عمل پہ لوگ اس کی تعریف کریں حالانکہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے،،کیا یہ وفاداری یا عقلمندی ہے؟؟؟

(2)جس شخص کے پاس کوئی قیمتی پتھر ہو اور اسے بیچ کر وہ لاکھوں پیسے حاصل کر سکتا ہو لیکن وہ اس پتھر کے بدلے ایک روپیہ لے لے تو کیا وہ عقلمند کہلائے گا؟؟؟اسی طرح انسان نیک عمل کر کے جب لوگوں سے تعریف کا خواہشمند ہوتا ہے تو وہ نقصان اٹھاتا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے انسان کو چاہیے کہ ریاکاری سے بچے کیونکہ اگر وہ ریاکاری سے بچے گا تو اللہ اسے دنیا و آخرت دونوں عطا کرے گا۔۔۔۔

(3)انسان جن لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتا ہے اگر انہیں پتا چل جائے کہ یہ ہمیں دکھانے کے لیے یہ سب کر رہا ہے تو وہ اسے ذلیل کریں گے،،تو ایک عقلمند سے یہ بات کیسے صادر ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے شخص کے لیے عمل کرے جب اسے اس کے دکھاوے کا پتا چلے تو وہ اس پہ غصہ ہو۔۔۔۔۔۔

پس انسان کو چاہیے کہ اس کے لیے عمل کرے جو اس سے محبت کرے اور انعام عطا کرے۔۔۔۔۔۔

(4)اگر کوئی شخص بادشاہ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے لیکن وہ اس کی بجائے کسی جھاڑو لگانے والے کی خوشنودی حاصل کرے تو وہ کتنا بڑا بیوقوف ہو گا؟؟؟بلکہ بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ سے جھاڑو لگانے والا بھی ناراض ہو جائے گا اور یوں اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ریاکار شخص کو لوگ پسند کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،جو شخص ریاکار ہوتا ہے لوگ اسے پسند نہیں کرتے کیونکہ اللہ عزوجل لوگوں کے دلوں میں اس شخص کی نفرت ڈال دیتا ہے پس وہ اس سے متنفر ہو جاتے ہیں اور جو شخص خالص اللہ کے لیے عمل کرتا ہے تو اللہ عزوجل لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بٹھا دیتا ہے اور وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

اس حوالے سے امام حسن بصری رحمۃاللہ علیہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہامیں ایسی عبادت کروں گا جس سے لوگوں میں چرچا ہو،، چنانچہ اس نے دن رات عبادت کرنا شروع کی اور یوں سات مہینے گزر گئے لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوابلکہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے،، پھر اس نے سوچا اب میں صرف اللہ کے لیے عبادت کروں گا،، چنانچہ جتنی عبادت وہ پہلے کرتا تھااس نے اس میں کوئی اضافہ نہ کیابلکہ اتنی ہی کرتا تھا محض نیت تبدیل کی تھی،، اس وجہ سے لوگ اس سے محبت کرنے لگے۔۔۔۔۔۔

سوال::: خود پسندی سے بچنے کے کتنے اور کون سے اصول مصنف نے ذکر کیے ہیں؟؟؟ تفصیلا بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کے تین اصول ہیں:::

(1) بندے کے عمل کی قدر و قیمت اسی وقت ہوتی ہے جب اللہ اس سے راضی ہو کر اسے قبول کرلے ورنہ اس کی مثال اس مزدور جیسی ہوگی جو سارا دن دو درہموں کے لیے کام کرتا ہے۔۔۔۔

حدیث قدسی میں ہے """ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسا اجر تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔۔۔۔۔

(2) اگر کوئی دنیاوی بادشاہ کسی پہ تھوڑی سی نوازشات کرے تو وہ دن رات اس کی خدمت کرے گا،، اس کے آگے پیچھے دوڑے گا محض دنیاوی دولت کے لیے،، لیکن وہ خالق جو اسے عدم سے وجود میں لایا اس کو بے شمار نعمتیں عطا کیں اس کو ہر چیز عطا کی تو اس شخص کا فرض بنتا ہے کہ خالص اس کے لیے عبادت کرے،، خود کو کچھ نہ سمجھے بس اللہ پاک کی رحمت پہ نظر رکھے۔۔۔۔۔۔

(3) کوئی شان والا بادشاہ جس کے دربار میں وزراء اور امراء ہر وقت کھڑے رہیں وہ کسی دیہاتی کو خدمت کرنے کے سبب اپنے پاس بلائے اور اس کی خدمت کی تعریف کرے تو وہ دیہاتی اپنی ناقص خدمت پہ اترائے اور کہے کہ میں نے بادشاہ پہ احسان کیا ہے تو کیا لوگ اسے بیوقوف اور ناقص العقل نہیں کہیں گے؟؟؟

اسی طرح وہ خالق کائنات کہ ذرہ ذرہ اس کی تسبیح کر رہا ہے،، بڑے بڑے فرشتے اس کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اگر اس خدا کے لیے دو رکعات پڑھ کر کوئی شخص خود کو بہت بڑا سمجھے تو سوچیں وہ کتنا بیوقوف ہوگا؟؟؟

سوال::: اپنے وقت کی قدر و قیمت کیسے بڑھانی چاہیے؟؟؟

جواب::: اگر انسان چاہتا ہے کہ اس کے وقت کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو تو اسے چاہیے اپنا وقت اللہ کی یاد میں گزارے،، اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنا وقت صرف کرے تو اس کا وقت بہت زیادہ قیمتی ہو جائے گا۔۔۔۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے انگور کے ایک خوشے کی قیمت بازار میں دو روپے ہے لیکن اگر وہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے جائیں تو وہ خوش ہو کر ہزار دینار بھی دے دے گا،، اسی طرح انسان اگر اپنا وقت دنیاوی کاموں میں لگاتا ہے تو اس کے وقت کی کوئی قیمت نہیں لیکن اگر وہ اپنا وقت اللہ کی یاد میں گزارے تو اس کا وقت بہت قیمتی بن سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: نماز پڑھتے وقت انسان خود کو خود پسندی سے کیسے بچا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جب انسان دو رکعات پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تصور کرے کہ اس رات کتنے ہی اللہ کے نیک بندے دنیا کے کونے کونے میں کھڑے ہوں گے اور رو رو کر اللہ کی عبادت کر رہے ہوں گے اس سے دعائیں مانگ رہے ہوں گے،، ان لوگوں میں بڑے بڑے اولیاء بھی شامل ہوں گے جب کہ میری نماز کی ان سب کی عبادت کے آگے کیا اوقات ہے؟؟ کیونکہ میں نے اسے غافل دل سے ادا کیا ہے،، پس ایسی نماز خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے کے کہاں قابل ہے؟؟؟

ان شاء اللہ عزوجل اگر انسان ایسے تصورات کرتا رہے گا تو خود پسندی سے نجات پائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ اپنی نماز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی نماز سے فارغ ہو کر اس نماز پہ اس عورت سے زیادہ شرمندہ ہوتا ہوں جو بدکاری سے فارغ ہو کر شرمندہ ہو۔۔۔۔۔

سوال::: چھٹی گھاٹی میں کون سے تین اہم امور جمع ہو گئے ہیں؟؟؟

جواب::: اس میں تین انتہائی اہم امور جمع ہو گئے ہیں

(1) معاملہ انتہائی باریک ہے۔۔۔ یعنی ریاکاری اور خود پسندی کی راہیں انتہائی باریک ہیں ان پہ بصیرت رکھنے والا صاحب عقل شخص ہی آگاہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

(2) نقصان سخت ہے۔۔۔۔

(3) خطرہ بہت بڑا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جب کپڑا فروش نے حضرت عطا سلمی رحمہ اللہ کے کپڑے میں عیب نکالے تو آپ نے کس رد عمل کا اظہار فرمایا؟؟؟

جواب::: جب اس نے عیب نکالے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ کر رونے لگ گئے پس وہ دکاندار شرمندہ ہوا اور منہ مانگی قیمت دینے پہ تیار ہو گیا،، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بات وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے اس کپڑے کو انتہائی محنت سے تیار کیا ،، اپنی طاقت کے مطابق تمام عیوب سے پاک کیا لیکن جب کسی ماہر کو دکھایا تو اس نے وہ عیب بتائے جن سے میں غافل تھا،، کل جب اللہ کی بارگاہ میں ہمارے اعمال پیش ہوں گے تو ان میں کس قدر کوتاہیاں اور عیب ظاہر ہوں گے۔۔۔۔۔

سوال::: اس گھاٹی کا ایک اہم امر یہ تھا کہ اس کا نقصان بہت سخت ہے،، اس سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب یہ ہے کہ ریاکاری اور خود پسندی کی وجہ سے بعض اوقات انسان کی ستر ستر سال کی عبادت بھی ضائع کر دی جاتی ہے۔۔۔۔۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک دفعہ ایک شخص کے مہمان بنے،،اس نے شخص نے گھر والوں سے کہا""" کھانا اس تھال میں نہ لانا جو میں پہلے حج کے موقع پہ لایا تھا بلکہ اس تھال میں لانا جو میں دوسرے حج کے موقع پہ لایا تھا"""،، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا""" یہ مسکین ہے اس نے اپنی اس بات کے سبب اپنے دونوں حجوں کو ضائع کر دیا"""۔۔۔۔۔۔

تو اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمیں ریاکاری اور خود پسندی سے بچنا چاہیے کہ بعض اوقات ایک لمحے کی ریاکاری ہماری سالوں کی عبادت پہ پانی پھیر کر رکھ دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: چھٹی گھاٹی کا تیسرا اہم معاملہ یہ تھا کہ اس کا خطرہ بہت بڑا ہے،،اس کی وضاحت کریں۔۔۔۔۔۔

جواب::: اللہ عزوجل ایسا بادشاہ ہے جس کی بادشاہت کی انتہاء نہیں،، بڑے بڑے فرشتے اس کے دربار میں کھڑے رہتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتے،، پس اس بات سے انسان کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ اگر وہ ساری عمر نیک کام کرتا رہے تب بھی وہ اللہ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا پس کیسے وہ اللہ کی نافرمانی کر سکتا ہے؟؟؟ حالانکہ اللہ عزوجل کی اس پہ بے شمار نعمتیں ہیں وہ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے،، اللہ بندے کی عبادت دیکھ رہا ہوتا ہے کہ بندہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اس کی عبادت کر رہا ہے پس اللہ اس کو ایسا دھتکار دیتا ہے کہ لوٹنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت حسن بصری کی وفات کے بعد اللہ پاک نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟؟؟

جواب::: کسی نے حضرت حسن بصری کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا""" اے حسن کیا تجھے یاد ہے ایک دن تو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کی نظریں تیری طرف اٹھیں پس تو نے ان کے لیے اپنی نماز کو اور اچھا کر لیا،، اگر تیری نماز کی ابتداء خالص میرے لیے نہ ہوتی تو آج میں تجھے اپنی بارگاہ میں دھتکار دیتا اور تجھے اپنے قرب سے دور کر دیتا"""۔۔۔۔۔

سوال::: بزرگان دین اپنے اعمال کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟؟؟

جواب::: بزرگان دین اپنے اعمال کے بارے میں اللہ سے ڈرتے تھے۔۔۔۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں""" میرا جو بھی عمل ظاہر ہو میں اسے گنتی میں نہیں لاتی۔۔۔۔۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں اپنی نیکیاں ایسے چھپاؤ جیسے اپنے گناہ چھپاتے ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: اخلاص کے حوالے سے اپنے نفس کو کس طرح نصیحت کرنی چاہیے؟؟؟

جواب::: انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو یوں نصیحت کرے۔۔۔۔

اے نفس!!!

سمجھ جاؤاور مخلوق کی خاطر اپنی عبادت ضائع نہ کرو،،اس ذات کی تعریف وعطا سے محروم نہ ہو۔۔۔۔۔

اے نفس!!!ہمیشہ کی جنت اس دنیا سے بہتر ہے،،ابھی تیرے پاس وقت ہے کہ تو عبادت کے ذریعے اس جنت کو حاصل کر سکتا ہے لہذا گھٹیا افعال سے بچنا،،اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالی کر دے اور بے وقعت چیز کے پیچھے اپنی عبادت مت ضائع کر۔۔۔۔۔۔۔

اے نفس!!!اللہ کے فضل وکرم کو یاد کر جو اس نے تجھ پر کیا اور اپنے عمل کو خود پسندی کی نگاہ سے نہ دیکھ بلکہ ہر حال میں اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری سے کام لے تاکہ اللہ تیری عبادت قبول کرے۔۔۔۔۔۔

سوال::: نفس کو نصیحت کرنے کا کیا فائدہ ہوگا؟؟؟

جواب::: اس طریقے کا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان ریاکاری اور خود پسندی سے محفوظ ہو جائے گا،،وہ خالص اللہ کے لیے عمل کرے گا۔۔۔۔

((ساتویں گھاٹی))

((حمد اور شکر کا بیان))

سوال::: حمد اور شکر کرنا کیوں لازم ہے؟؟؟

جواب::: حمد اور شکر کرنا دو وجہوں سے لازم ہے:::

(1)نعمت پہ ہمیشگی کے لیے

(2)نعمتوں میں اضافے اور ترقی کے لیے

یعنی شکر کرنے سے نعمتیں قید ہو کر ہمیشہ کے لیے باقی رہتی ہیں اور شکر ترک دینے سے نعمتیں چلی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔۔۔۔

شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے،،چنانچہ فرمان الٰہی ہے:::

ترجمہ::: اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید دوں گا۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعمتوں کو کس سے تشبیہ دی؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""نعمتیں جنگلی جانوروں کی طرح ہوتی ہیں،،پس تم انہیں شکر کی رسی کے ساتھ باندھ لو""۔۔۔۔۔۔

سوال::: نعمت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟تفصیلاً بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: نعمتوں کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں:::

(1)دنیاوی نعمتیں

(2)دینی نعمتیں

دنیاوی نعمتیں دو طرح کی ہیں:::

(1)نفع کی نعمت

(2)دفع کی نعمت

نفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ کسی کو فائدہ اور نفع بخش چیزیں عطا فرمائے۔۔۔

نفع کی نعمت سے مزید دو اقسام ہیں:::

(1)انسان کا کسی عیب کے بغیر بلکل سلامت پیدا ہونا۔۔۔

(2)کھانے پینے، نکاح وغیرہ کا حاصل ہونا۔۔۔۔

دفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ پاک تکالیف کو دور کرے۔۔۔اس کی بھی دو اقسام ہیں:::

(1)جسمانی معذوریوں، تمام آفات اور بیماریوں سے محفوظ رکھنا

(2)رکاوٹوں سے پہنچنے والے ضرر کو دور کرنا،، انسانوں، جنات، درندوں وغیرہ میں سے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو اسے دور رکھنا۔۔۔۔۔

دینی نعمتوں کی بھی دو اقسام ہیں:::

(1)توفیق کی نعمت کہ اللہ نے پہلے اسلام پھر سنت اور پھر عبادت کی توفیق بخشی۔۔۔

(2)عصمت کی نعمت کہ اللہ عزوجل نے پہلے انسان کو کفر سے محفوظ رکھا،، پھر بدعت و گمراہی سے اور پھر تمام گناہوں سے محفوظ رکھا۔۔۔۔

سوال::: حمد اور شکر میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: حمد تسبیح و تہلیل کی صورتوں میں سے ہے لہذا یہ ظاہری کوششوں سے ہو گی اور """شکر""" صبر اور تفویض کی صورتوں میں سے ہے لہذا یہ باطنی کوششوں سے ہو گا۔۔۔۔

شکر ناشکری کے مقابلے میں ہے جبکہ حمد ملامت و مذمت کے مقابل آتی ہیں۔۔۔حمد عام ہے جبکہ شکر خاص ہے۔۔۔۔

سوال::: حمد اور شکر کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: اچھے کام پہ کسی کی تعریف کرنا حمد کہلاتا ہے۔۔۔۔

شکر کی کئی تعریفات بیان کی گئی ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:::

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اعلانیہ اور پوشیدہ ہر حال میں اللہ کی اطاعت کرنا شکر کہلاتا ہے۔۔۔۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں """اللہ کی نافرمانیوں سے اپنے دل، زبان اور اعضاء کی اس طرح حفاظت کرنا کہ کسی بھی صورت ان سے اللہ کی نافرمانی نہ ہو"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: مصیبت پر شکر کرنا چاہیے یا صبر ؟؟؟

جواب::: شکر کا مقام نعمت ہے لہذا دینی یا دنیاوی نعمتوں پہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جبکہ پریشانیوں کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں ان پہ صبر کرنا چاہیے کیونکہ شکر صرف نعمت پہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

ان کے برعکس بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہر تکلیف کے پہلو میں نعمتیں ہوتی ہیں اور دنیاوی تکالیف کی وجہ سے انسان کو آخرت میں ثواب ملے گا لہذا تکالیف پہ بھی شکر کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہر مصیبت میں کون سی چار نعمتیں ملیں ؟؟؟

جواب::: آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوا ہوں تو اس میں اللہ کی چار نعمتیں دیکھی ہیں :::

(1) وہ مصیبت میرے دین میں نہیں آئی۔۔۔۔

(2) دوسری یہ کہ اس سے بڑی نہیں آئی۔۔۔۔

(3) میں قضائے الہیٰ پہ راضی رہا۔۔۔۔۔

(4) اس پر مجھے ثواب کی امید ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: شکر کرنے والا افضل ہے یا صبر کرنے والا ؟؟؟

جواب::: اس میں اختلاف ہے،، ایک قول کے مطابق شکر کرنے والا افضل ہے،، اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا:::

ترجمہ::: اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔۔۔۔۔

یہاں اللہ نے شکر کرنے والوں کو سب سے خاص کیا ہے،، پس ثابت ہوا کہ شاکر صابر سے افضل ہے۔۔۔۔۔

دوسرے قول کے مطابق صبر کرنے والا افضل ہے کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اور اللہ عزوجل بھی صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، چنانچہ اس کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

مصنف ((یعنی امام غزالی)) کے نزدیک صبر اور شکر ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں،، ان کے نزدیک صبر کرنے والا ہی شکر کرنے والا ہوتا ہے اور شکر کرنے والا ہی صبر کرنے والا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

((حمد اور شکر کے اصولوں کا بیان))

سوال::: نعمت کس کو دی جاتی ہے؟؟؟

جواب::: نعمت اسی کو دی جاتی ہے جو اس کی قدر کرتا ہو اور اس کی قدر کرنے والا شکر گزار ہی ہے۔۔۔۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: کیا یہ لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان میں سے اللہ نے احسان کیا؟؟؟ کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب نہیں جانتا؟؟؟

اس آیت کی وضاحت یہی ہے کہ نعمت قدر دان کو ملتی ہے،، اللہ نے جن لوگوں کو دین کی نعمت مثلا علم و عمل عطا کیا ہوتا ہے حقیقت میں وہی لوگ اس کے قدر دان ہوتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے کوشش کرنے والے ہوتے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ نے اس نعمت سے محروم رکھا وہ اس کی یوں تعظیم نہیں کرتے،، اگر بازاری لوگوں کو اس نعمت کی قدر ہوتی تو ضرور انہیں بھی یہ نعمت عطا کی جاتی۔۔۔۔۔

سوال::: جو نعمت کی قدر نہیں کرتا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: جو نعمت کی قدر نہیں کرتا اس سے نعمت چھین لی جاتی ہے اور قدر نہ کرنے والا ناشکرا انسان ہوتا ہے۔۔۔۔۔

بلعم بن باعوراء کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ اللہ عزوجل نے اسی کتنی نعمتوں سے نوازا تھا لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا تو اسے برباد کر دیا گیا۔۔۔۔۔

لہذا انسان کو چاہیے کہ نعمتوں کو حقیر نہ جانے بلکہ ان کی قدر کرے تاکہ یہ اس سے چھین نہ لی جائیں۔۔۔۔

سوال::: کیا اللہ عزوجل اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتیں عطا کرتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، اللہ عزوجل اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتوں سے ایسے دور رکھتا ہے جیسے مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹ سے دور رکھتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟؟؟

جواب::: ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت اسلام ہے،، اگر ہمیں دنیا کی ابتداء میں پیدا کر دیا جاتا اور ہم اسلام ملنے پہ ابد تک اللہ کا شکر ادا کرتے تب بھی نہ کر پاتے کیونکہ یہ نعمت بہت عظیم ہے۔۔۔۔

سوال::: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی وجہ سے اللہ کا شکر ادا کرتے دیکھا تو کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""تم بہت بڑی نعمت پہ اللہ کی تعریف کر رہے ہو"""۔۔۔۔

سوال::: شکر ادا کرنے کے لیے کون سا کلمہ اللہ کو زیادہ پیارا ہے؟؟؟

جواب::: سب سے بہترین اور اللہ کو سب سے پسندیدہ کلمہ یہ ہے کہ بندہ یوں کہے """تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم پر انعام فرمایا اور ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی"""-------

سوال::: نعمتوں کے متعلق بے خوف ہونے کے بارے میں بزرگان دین کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا"""جو اپنے دین پہ بے خوف ہو گا اس سے دین چھین لیا جائے گا"""-----

حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"""جب تم کافروں کا حال اور ان کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سنو تو اپنے متعلق بے خوف مت ہو جانا کیونکہ معاملہ بہت خطرناک ہے اور تم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہو گا؟؟؟اور تمہارے متعلق غیب میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے"""بہت سے لوگ اپنے اوپر احسان کی وجہ سے دھوکے میں ہیں،،بہت سے لوگ اپنے متعلق اچھی رائے کے باعث آزمائش میں ہیں،،اور بہت سے لوگ پردہ پوشی کے سبب فریب میں ہیں----

سوال::: بندہ سب سے بڑھ کر کس شے سے دھوکا کھاتا ہے؟؟؟

جواب::: بندہ مہربانیوں اور نوازشات سے سب سے زیادہ دھوکہ کھاتا ہے----

سوال::: کیا ہمیں ایمان کی حفاظت کی دعا کرنی چاہیے؟؟؟

جواب::: جی ہاں ضرور،،ہم ایمان کی حفاظت کی دعا کیوں نہ کریں حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام یہ دعا فرماتے رہے جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہے:::

ترجمہ::: مجھے اور بیٹے کو بتوں کے پوجنے سے بچا-----

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی:::

ترجمہ::: مجھے مسلمان اٹھا-----

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ دعا فرماتے تھے"""اللھم سلم سلم"""اے اللہ!!!سلامتی عطا فرما،،اے اللہ!!!سلامتی عطا فرما------

سوال::: بلعم بن باعوراء اتنی نشانیوں اور بزرگیوں کے بعد کیسے مردود ہو گیا؟؟؟

جواب::: کیونکہ وہ اللہ پاک کا شکر ادا نہیں کرتا تھا،،اگر وہ شکر ادا کرتا تو اللہ اس سے اپنی عطائیں سلب نہ فرماتا------

سوال::: ولیوں کا انداز شکر کیا ہے؟؟؟

جواب::: اولیاء کرام اگرچہ ہدایت کا تاج پا چکے ہیں،،اللہ پاک کی معرفت کی حلاوت چکھ چکے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اللہ سے گریہ وزاری کرتے ہیں اور خلوتوں میں دھاڑیں مار مار یہ دعا پڑھتے ہیں:::

ترجمہ::: اے ہمارے رب تو نے ہمیں ہدایت عطافرمائی ہے،اس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطافرما، بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: حکماء نے دنیا کی کتنی اور کون سی چیزوں کو مصائب و آلام قرار دیا ہے؟؟؟

جواب::: حکماء نے پانچ چیزوں کو مصائب و آلام قرار دیا ہے:::

(1)حالت سفر میں بیماری

(2)بڑھاپے میں غربت

(3)جوانی میں موت

(4)بینائی کے بعد اندھا ہونا

(5)نعمتوں کی معرفت کے بعد ان کا انکار

سوال::: شکر کرنے والے لوگ زیادہ ہیں تھوڑے؟؟؟

جواب::: شکر کرنے والے لوگ بہت کم ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کی عمر بہت مختصر ہے لیکن یہ شرائط بہت زیادہ ہیں،، پس اتنی مختصر عمر میں یہ شرائط کیسے پوری کی جاسکتی ہیں؟؟؟

جواب::: اگرچہ یہ گھاٹیاں بڑی طویل اور سخت ہیں اور انسان کی عمر بہت تھوڑی ہے لیکن جب اللہ اپنے کسی بندے کو چن لیتا ہے تو اس پہ گھاٹیوں کی طوالت کم کر دیتا ہے۔۔۔۔ بعض لوگ ان گھاٹیوں میں ستر سال لگا دیتے ہیں،، بعض لوگ بیس سال میں عبور کر لیتے ہیں،، بعض دس سال میں جبکہ بعض ایک سال میں جیسا کہ حضرت رابعہ بصریہ،، بعض لوگ ایک ہفتے میں،، بعض ایک ساعت میں طے کر لیتے ہیں جیسا کہ اصحاب کہف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے جادو گر۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا آخرت کے راستے طویل یا مختصر ہونے میں دنیا کے راستوں کی طرح ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، بلکہ یہ روحانی راستے ہیں جن پہ دل سفر کرتے ہیں۔۔۔اس کی اصل آسمانی نور اور نظر الٰہی ہے جو بندے کے دل پہ پڑتی ہے تو بندہ حقیقت میں دونوں جہاں کا معاملہ دیکھ لیتا ہے۔۔۔اس نور کی طلب میں کچھ لوگ سو سال لگا دیتے ہیں جبکہ کچھ کو لمحہ بھر میں مل جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کمزور ہے پھر بھی اس کے لیے اتنے خطرناک راستے اور گھاٹیاں کیوں رکھی گئیں؟؟؟

جواب::: انسان واقعی کمزور ہے لیکن یہ سوال کرنا غفلت کی نشانی ہے بلکہ سوال یوں کرنا چاہیے """جو چیزیں کمزور بندے نے طلب کی ہیں((یعنی دونوں جہانوں میں بادشاہت اور سلامتی))اس کے مقابلے میں ان خطرات کی کیا حیثیت ہے؟؟؟"""

جو چیزیں کمزور بندے نے طلب کی ہیں ان کے مقابلے میں ان خطرناک راستوں کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔۔

سوال::: سلف وصالحین کے خوف خدا کے بارے میں دو تین اقوال لکھیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ""خوف خدا کے سبب میں چاہتا ہوں کہ میں سبزہ ہوتا جسے چوپائے کھا لیتے""۔۔۔۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ""کاش میں ایک مینڈھا ہوتا تو میرا گوشت ٹکڑے کر کے شوربا بنا لیا جاتا مگر میں پیدا نہ ہوتا""۔۔۔۔۔۔

سوال::: جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے کیا عطا فرماتا ہے؟؟؟

جواب:: جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ پاک اسے چالیس بزرگیاں عطا کرتا ہے جن میں سے بیس دنیا کی ہوتی ہیں اور بیس آخرت کی۔۔۔۔

دنیا کی بیس بزرگیاں:::

(1)اللہ اس کا تذکرہ کرتا ہے اور تعریف فرماتا ہے۔۔۔

(2)اللہ اسے شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور عزت وعظمت دیتا ہے۔۔۔۔

(3)اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔

(4)اللہ اس کے امور کو اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔۔۔۔

(5)اللہ اس کے رزق کا کفیل ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

(6)اللہ اس کا مددگار ہوتا ہے۔۔۔

(7)اللہ اس کا انیس ہو جاتا ہے۔۔۔

(8)نفس کو عزت دی جاتی ہے۔۔۔۔

(9)اسے بلند ہمتی عطا کی جاتی ہے۔۔۔۔

(10)دل کی تونگری عطا ہوتی ہے۔۔۔

(11)دل کے نور سے نوازا جاتا ہے۔۔۔۔

(12)سینہ کھول دیا جاتا ہے۔۔۔

(13)لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت بٹھادی جاتی ہے۔۔۔

(14)دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔۔۔۔

(15)اسے ہر شے میں برکت عطا کی جاتی ہے۔۔۔۔۔

(16)پانی اور زمین اس کے لیے مسخر کر دیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

(17)اللہ جنگلی جانوروں کو اس کے زیر نگیں کر دیتا ہے۔۔۔۔۔

(18)زمین کی کنجیاں اسے دے دی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

(19)دربار الہیٰ میں سرداری ملتی ہے۔۔۔۔۔

(20)اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔

اخروی بزرگیاں:::

(1)موت کی سختیاں آسان کر دی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

(2)ایمان پہ ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔۔

(3)خوشخبری اور امان کے ساتھ راحت اور پھول بھیجے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

(4)جنت میں ہمیشہ رہنا نصیب ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(5)نوازشات کے ساتھ فرشتوں پہ بلند کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(6)سوالات قبر کی آزمائش نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

(7)قبر کشادہ اور منور کر دی جاتی ہے۔۔۔۔۔

(8)روح کو انسیت دی جاتی ہے۔۔۔۔۔

(9)عزت و احترام کے ساتھ قبر سے اٹھایا جائے گا۔۔۔۔۔

(10)اس کا چہرہ روشن ہو گا۔۔۔۔

(11)قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ہو گا۔۔۔۔۔

(12)اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔۔۔۔۔

(13)حساب میں آسانی ہو گی۔۔۔۔۔

(14)میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔۔۔۔۔

(15)حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر پہ حاضری نصیب ہو گی۔۔۔۔۔

(16)پل صراط پار کر کے جہنم سے بچ جائے گا۔۔۔۔۔

(17)میدان محشر میں شفاعت کرے گا۔۔۔۔۔

(18)جنت میں ہمیشہ کی بادشاہت سے نوازا جائے گا۔۔۔۔۔

(19)سب سے بڑی رضا اور خوشنودی نصیب ہو گی۔۔۔۔۔۔

(20)اللہ عزوجل کی ملاقات نصیب ہو گی۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: بندے پہ کون سی چار چیزیں لازم ہیں؟؟؟

جواب:::

(1)علم

سب سے پہلے راستے کا علم حاصل کرے ورنہ اندھا ہی رہے گا۔۔۔۔۔

(2)عمل

پھر علم پہ عمل کرے ورنہ حجاب میں رہے گا۔۔۔۔۔

(3)اخلاص

پھر عمل میں اخلاص لائے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔۔۔۔۔

(4)خوف

پھر امان نصیب ہونے تک ہمیشہ آفات سے ڈرتا رہے ورنہ دھوکے میں رہے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف کون سے چار لوگوں پہ تعجب کرتے ہیں؟؟؟

جواب:::

(1)اس بے علم پہ تعجب ہے جو آنے والے حالات کو جاننے کی کوشش نہیں کرتا۔۔۔۔۔

(2)اس علم والے پہ تعجب ہے جو عمل نہیں کرتا۔۔۔۔۔

(3)اس عمل والے پہ تعجب ہے جو مخلص نہیں۔۔۔۔۔

(4)اس مخلص پہ تعجب ہے جو ڈرتا نہیں۔۔۔۔۔۔

الحمدللہ رب العالمین

اس کتاب کے نوٹس 30 دسمبر بروز ہفتہ رات بارہ بج کر سینتالیس منٹ پہ مکمل ہوئے۔۔۔۔۔۔

تمت بالخیر

مرکزی جامعہ المدینہ گجرات